ماہنامہ
انٹرنیشنل

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۶۰ قیمت بارہ روپے ستمبر / اکتوبر ۲۰۰۰ء

میانِ شاخساراں صحبتِ مرغِ چمن کب تک ؟
ترے بازو میں ہے پروازِ شاہینِ قہستانی



مسجد صوفیہ نوربخشیہ چھتی بلتستان

میر سید محمد نوربخشؒ کون تھے؟ ان کا علمی اور روحانی مقام کیا تھا؟

نوربخشیہ ایک سلسلۂ تصوف ہے یا فقہی مسلک؟

مذہبِ صوفیہ ابتدائے اسلام سے رائج تھا یا بعد کی پیداوار ہے؟

ایران، کشمیر اور بلتستان میں نوربخشیہ کی تاریخ کیا ہے؟

صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد واعمال کا خلاصہ کیا ہے؟

نوربخشی طریقِ سلوک میں سالک کو کیا کیا احوال و مقامات پیش آتے ہیں؟

میر سید محمد نوربخشؒ کی تصانیف دنیا کے کن کن ملکوں میں دستیاب ہیں؟

تحریکِ نوربخشیہ کو اتحاد بین المسلمین کا علمبردار کیوں کہا جاتا ہے؟

ان تمام سوالوں کا جواب معلوم کرنے کے لئے عنقریب پیش کیا جارہا ہے:

بانیٔ نوائے صوفیہ **ڈاکٹر غازی محمد نعیم** کا قارئین نوائے صوفیہ کے لیے بیش بہا تحفہ

میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

اس ضخیم کتاب میں جو طویل تحقیق کا نتیجہ ہے اور دنیا بھر میں غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کی حیات و تعلیمات پر دستیاب مواد کے مطالعے کے بعد لکھی گئی ہے آپ پڑھیں گے:

۱۔ میر سید محمد نوربخشؒ کے سوانح حیات

۲۔ میر سید محمد نوربخشؒ کی اولاد اور خلفاء کا حال

۳۔ ایران کشمیر اور بلتستان میں مسلکِ نوربخشیہ کی مکمل تاریخ

۴۔ نوربخشی طریقِ سلوک میں پیش آنے والے احوال و مقامات کی مکمل تشریح

۵۔ میر سید محمد نوربخشؒ کی تصانیف کا بھرپور تنقیدی جائزہ اور بلتستان انگلستان، ایران، عرب اور ترکستان میں موجود تمام نسخہ جات کی فہرست

۶۔ میر محمد نوربخشؒ کے اعتقادی و فقہی دبستان اور سلسلۃ الذہب کا تفصیلی تعارف

انتظار کیجئے اس کے علاوہ بہت کچھ **انتظار کیجئے**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۰ | قیمت بارہ روپے | ستمبر / اکتوبر ۲۰۰۰ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

فہرست مضامین

[illegible]ے صوفیہ میں شائع ہونے والے مضامین، خطوط، خبروں اور شرعی سوالات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہؐ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

ویکرہ ان تقول امین فی اٰخر الفاتحۃ اماماً او ماموماً او منفرداً لان کثیراً من الناس یزعمون انہا من الفاتحۃ ولیس کذالک ...... من کلمات الغافلین

ترجمہ :

خواہ امام ہو، خواہ مقتدی ہو، خواہ اکیلے نماز گزار ہو (سب صورتوں میں) سورۂ فاتحہ کے اختتام پر "آمین" کہنا مکروہ ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ آمین پر سورۂ فاتحہ کا حصہ ہونے کا گمان کریں گے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لہذا اس شک کو دور کرنے کی خاطر "آمین" کو چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے۔ آپ کے اس اقدام میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جو آمین امام کے حق میں باعثِ مغفرت ہے وہ امام کے امین ہونے کی وجہ سے ہے۔

نماز گزار نماز سے کوئی چیز نہ چرائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے ویل" للسارق من الصلوٰۃ "نماز سے چرانے والے کے لئے افسوس ہے۔" اگر مقتدی امام کی پیروی کرے اور تمام نقل و حرکت میں امام کے آگے آگے نہ جائے تو توقع کی جاسکتی ہے کہ اللہ اس کی نماز قبول کرے اور ان کو بخش دے۔ لیکن آمین کہنے کے بارے میں گروہ مرجیہ کا گمان کھلے بندوں غلط ہے۔ کیونکہ مغفرت کا وعدہ پوری سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنے کی صورت میں وارد نہیں ہے تو مین کہنے کی صورت میں وعدۂ مغفرت کیسے وارد ہو سکتا ہے؟

اسی سے سمجھ دار فرد خوب معلوم کر سکتا ہے کہ اہلِ مرجیہ کا قول غفلت پسندوں کی بات ہے جو سستی کا مظاہرہ کرنے والوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لئے گھڑی گئی ہے۔

وضاحت :

مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کی واضح نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ ترکِ آمین کی حوصلہ افزائی
۲۔ اضافۂ قراءت کی حوصلہ شکنی
۳۔ امین پر اظہارِ اعتماد
۴۔ نماز کی چوری کی تباہ کاری
۵۔ حقیقی مقتدی کے تقاضے
۶۔ گروہ مرجیہ کا غلط گمان اور اس کی حقیقت

تفصیلِ وضاحت :

۱۔ "ترکِ آمین کی حوصلہ افزائی" کا مطلب یہ ہے کہ ہر ہر نماز گزار کے لئے ضروری ہے کہ وہ قراءتِ نماز کو بالکل خالص رکھے۔ خالص رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ قراءت کی ہیئت کذائی میں کسی قسم کا تصرف اپنی طرف سے نہ کرے، نہ اضافہ کرے اور نہ ہی گھٹائے، بلکہ قراءت کو قراءت تک ہی محدود رکھے۔ اس بات کی رو سے سورۂ فاتحہ کے آخر میں نماز گزار کا آمین کہنا قراءت میں ایک قسم کا اجنبی تصرف ہے۔ لہذا اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔

اس کا نام ہی ترک آمین کی حوصلہ افزائی مناسب سمجھا گیا ہے۔

۲۔ "اضافۂ قراءت کی حوصلہ شکنی" کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز گزار قراءت نماز میں اپنی طرف سے اجنبی تصرف کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس سے نماز کے ایک اہم واجب رکن کا بری طرح متاثر ہونا لازم آتا ہے۔ اس قسم کے اقدام سے کنارہ کش رہنا نماز گزار حضرات کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ آمین کہنا قراءت نماز پر ایک اجنبی کلمہ کا اچھوتا اضافہ ہے۔ اس اضافے کی حوصلہ شکنی درکار ہے، تاکہ نماز گزار نماز کی ادائیگی سے حقیقی معنوں میں سبک دوش ہونے والا بن سکے۔ اس کا نام ہی اضافۂ قراءت کی حوصلہ شکنی مناسب سمجھا گیا ہے۔ تکرار بیان سے بات کے سمجھنے میں بڑی آسانی پیدا ہوتی ہے اس لئے الگ الگ نمبر دیا گیا ورنہ در حقیقت ترک آمین کی حوصلہ افزائی اور اضافۂ قراءت کی حوصلہ شکنی کے مدار میں مکمل وحدت پائی جاتی ہے۔ یعنی نتیجہ دونوں عنوانوں کا ایک ہی بر آمد ہوتا ہے۔

۳۔ "آمین پر اظہار اعتماد" کا مطلب ہے کہ جب امام بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوتا ہو تو اس وقت ماموم حضرات امام کی ہر دعا کے اختتام پر آمین کہا کرتے ہیں کیونکہ امام سب کی طرف سے دعا کرتا ہے۔ لہذا سب اس کی دعا پر آمین کہتے جاتے ہیں۔ یہ اقدام امام کے سب کی طرف سے امانت دار ہونے پر اظہار اعتماد ہے۔ لہذا دعاؤں کے مواقع میں آمین کہنا اور ہے سورۂ فاتحہ کے اختتام پر نماز کے اندر آمین کہنا اور۔ ان دونوں میں نتائج کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

۴۔ "نماز کی چوری کی تباہ کاری" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار حتی الامکان اپنی نماز کو بارگاہ الٰہی میں قابل قبول نماز بنانے کی سعی کرے۔ نماز کے کسی حکم کو ادھورا چھوڑ دینا، قراءت کو بگاڑ دینا، قراءت کے کچھ حصوں کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا، خلل انگیز جلد بازی سے کام لینا وغیرہ نماز کی چوری کی تباہ کاریاں ہیں۔ ان سے بچنے کی کوشش ہر نماز پر لازم ہے۔ ورنہ وہ نماز کا چور بن جائے گا۔ اسے آخرت میں سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

۵۔ "حقیقی مقتدی کے تقاضے" کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی اجتماعی ادائیگی کے دوران امام کے افعال اور انتقالات وغیرہ کے تابع بن کے رہے۔ وہ امام کے آگے آگے جانے کی کوشش نہ کرے بلکہ جملہ ارکان نماز میں امام کے پیچھے پیچھے ہی رہے۔ اس سے نماز گزار مقتدی کو اجتماعی ادائیگی کا پورا پورا ثواب مل جائے گا۔ اگر وہ امام کے ساتھ ساتھ رہے تو اس صورت اسے انفرادی ادائیگی کا ثواب مل جائے گا۔ اگر وہ امام کے آگے آگے رہے یعنی ارکان نماز کی بجا آوری میں امام پر سبقت کرتا جائے تو اس کی نماز ہی سرے سے باطل ہو جائے گی۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مقتدی حضرات نماز باجماعت میں آغاز سے لے کر اختتام تک امام سے پیچھے پیچھے ہی رہیں۔ یہی حقیقی مقتدی کے تقاضے ہیں۔ حقیقی مقتدی کے تقاضے پورے کرنے پر امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ پاک نماز کو شرف قبولیت بخشے گا اور نماز گزار حقیقی مقتدی کے گناہوں کو بخش دے گا۔

۶۔ "گروہ مرجیہ کا غلط گمان اور اس کی حقیقت"

گروہ مرجیہ کا گمان یہ ہے کہ آمین کہنے سے نماز گزار حضرات کو گناہوں کی مغفرت کا سرٹیفیکیٹ مل جاتا ہے۔ قبولیت نماز کے ساتھ ساتھ دیگر عام گناہوں کے دھل جانے کا سبب "آمین" کہنا ہے۔ شاہ سیدؒ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ گمان واضح طور پر غلط ہے کیونکہ پوری کی پوری سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنے کی صورت میں مغفرت کے سرٹیفیکیٹ ملنے والی کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے۔ لہذا صرف لفظ "آمین" کہنے کی (باقی صفحہ ۲۵ پر)

اصولِ فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

صوفیہ نوربخشیہ کے فقہی ماخذ

شیخ محمد محسن اشراقی

سنتِ نبویؐ:

صوفیہ نوربخشیہ کا دوسرا اہم فقہی ماخذ سنت نبویؐ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس منبع علم کی طرف اشارہ موجود ہے جن میں سے چند آیات درج ذیل ہیں:

١۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنہ فانتھوا ٥ (الحشر ٧)

٢۔ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء ١٥٩)

٣۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران ٣١)

٤۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واحذروا (المائدہ ٩٢)

٥۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین (آل عمران ٣٢)

ان احکام خداوندی کی تعمیل میں بزرگان نوربخشیہ نے بھی تمام معارف دینی میں چاہے وہ اعتقادی ہوں یا فقہی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، ہر باب میں احادیث مبارکہ سے استدلال اور استناد کیا ہے۔ خود حضرت میر سید محمد نوربخشؒ نے الفقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ اور دیگر تصانیف میں جا بجا احادیث نبویؐ نقل فرمائی ہیں۔ فقہ الاحوط سے چند مثالیں پیش ہیں:

١۔ الصلح جایز بین المسلمین الا ما احل حرماً واو حرم حلالاً (باب الصلح)

٢۔ من غصب بشراً من ارض طوقہ اللہ من قبع ارضین یوم القیامۃ (باب الغصب)

٣۔ اعطوا للاجیر اجرتہ قبل ان یجف عرقہ (باب الاجارۃ)

٤۔ من احیی ارضاً میتۃ فھی لہ (باب احیاء الموات)

ان احادیث نبویؐ کے علاوہ شاہ سید علیہ الرحمہ نے فقہ الاحوط کے کتاب العتاق میں حضرت علیؑ کے فرمان سے غلام آزاد کرنے کے سلسلے میں لفظ عتاق کے عدم احتیاج اور الفاظ کنایہ کی کفایت کے سلسلے میں یوں استشہاد کیا ہے۔

یشھد علی ما قلت ما قال مولای فی عتاق قنبر یا قنبر کنت الامس لی و حررت الیوم مثلی ووھبتک لمن وھبک لی۔

مندرجہ بالا مثالوں کی روشنی میں احادیثِ نبویؐ کے علاوہ مولائے متقیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث سے بھی ایک فقہی امر میں استشہاد کی صورت موجود ہے۔ اختلافی مسائل میں فقہ الاحوط میں عالم ربانی کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے۔

احادیث کے بارے میں بندہ ناچیز کا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ ہمارے لئے وہی احادیث نبویؐ حجت ہیں جو کہ قرآن مجید سے

مطابقت رکھتے ہوں۔ اس شرط کے ساتھ کوئی حدیث چاہے احادیث کی جس کتاب یا مجموعے میں موجود ہو قابل قبول ہو گی۔ لیکن اگر کوئی حدیث قرآن مجید کے ساتھ خلاف تباین رکھتی ہو تو وہ باطل محض ہے۔ چنانچہ ہم ان احادیث کے جمع و تدوین کرنے والوں کی طرف نگاہ نہیں رکھیں گے بلکہ نفس حدیث کا قرآن مجید کی تعلیمات سے موازنہ کرنے کے بعد جو اس کے موافق ہو اس کو قبول کریں گے اور جو مخالف ہو اسے رد کریں گے، چاہے جمع کرنے والا جو بھی ہو۔ البتہ راوی کے بارے میں یہ احتیاط کی جائے گی کہ جن لوگوں کی اہلبیت علیہم السلام سے دشمنی اور عداوت ثابت ہو جائے یا ان کا دشمنِ اسلام ہونا ثابت ہو جائے تو ایسے راویوں کی روایت کردہ حدیث قابلِ اعتبار نہ ہو گی۔

۳۔ اجماع :

حضرت شاہ سید محمد نور بخش کے نظریہ کے مطابق فقط وہی اجماع حجت اور قابل قبول ہے جس پر پوری امتِ اسلامی کا اتفاق رائے ہو اور وہ اختلاف سے مبرا ہو۔ کسی خاص گروہ یا فرقے کا اجماع حقیقی معنوں میں اجماع کہلانے کے قابل نہیں۔

چنانچہ نکاح متعہ کے مسئلہ کے بیان میں آپ نے فرمایا ہے:

و من قال تغییره بالاجماع اخطا لان کثیراً من اکابر الامة الشبوه والاجماع حقیقة ما کان بریئاً من الخلاف فاذا حکم حاکم ذو شوکة بامر و لم یقد احد علی خلافه خوفاً من القتل والعرض لم یکن احماعاً

"جو شخص یہ کہتا ہو کہ عقد متعہ میں ردوبدل کی صورت حال اجماع امت سے پیدا ہوئی تھی تو یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ بہت سے بزرگان امت اسلامیہ نے عقد متعہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اجماع امت حقیقی معنوں میں وہی معتبر ہے جو کسی کے برخلاف ہونے سے خالی ہو۔ لیکن جب کوئی صاحب اقتدار حاکم کسی معاملے کا حکم دے بیٹھا ہو اور کسی شخص کو بھی اپنے قتل اور عزت کے خوف سے اس کے برخلاف چلنے کی قدرت نہ ہوئی تو اس کا نام اجماع امت نہیں ہے۔"

اس کلام میں جناب شاہ سید محمد نور بخش نے لفظ امت پر اعتماد کیا ہے اور امت مسلمہ کے اکابرین میں سے بعض کے اختلاف کو موجب نقض اجماع قرار دیا ہے۔ لہٰذا فقط وہی اجماع جب یہ کہ کل اکابرِ امت اسلامی کسی مسئلہ کے بارے میں جس پر متفق ہوں اور اکابرِ امت میں سے کوئی بھی اس کا مخالف نہ ہو ورنہ اسے اجماع نہیں کہا جائے گا۔

اجماع امت خود ایک مستقل ماخذ و منبع احکامِ شرع نہیں ہے بلکہ کاشفِ حکم قرآن وسنت صحیحہ کی حیثیت رکھتا ہے، نہ کہ قرآن وسنت کے مقابلے میں کسی تیسرے منبع کی حیثیت رکھتا ہے۔

عقل :

عقل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشر کے لئے حق وباطل اور صحیح وفاسد کے درمیان تمیز و تفریق کی خاطر ایک عطیہ ہے اور رسول باطنی کا درجہ رکھتی ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام رسولِ ظاہری ہیں۔ اسی وجہ سے عاقل انسان ہی مکلف تکالیف شرعی ہیں۔ مجنون تکالیف شرعی سے بری ہے۔ شریعتِ اسلام میں عقل کی اہمیت قرآن مجید کی متعدد آیات سے واضح ہوتی ہے مثلاً:

۱۔ افلا یتدبرون القرآن (النساء ۸۲)

۲۔ افلا تعلمون   افلا یعقلون (متعدد آیات)

جو بھی آیات علم اور عقل وتدبر سے مربوط ہیں وہ عقل کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ جب ایک غیر مسلم فرد اسلام قبول کرتا ہے تو پہلے وہ دلائل عقلیہ کی روشنی میں ایسا کرتا ہے اور پھر پابند قرآن و سنت ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اصل توحید الٰہی اور ایمان باللہ ورسول کو بھی عقل کے ذریعے تسلیم کرتے ہیں اور عقل سلیم کی روشنی میں ایمان لانے کے بعد فرامین اللہ ورسولؐ پر ایمان لاتے ہیں۔

فروعی مسائل میں بھی عقل کے ذریعے قرآن اور سنت کے درمیان موجود ظاہری تناقضات کو حل کیا جاتا ہے اور ضعیف روایات کو رد کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ظاہرا حکم قرآنی اور ایک روایت کے درمیان تضاد نظر آتا ہے لیکن دقت عقلی کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکم کتاب وسنت میں تضاد نہیں ہے بلکہ عموم خصوص اور مطلق ومقید کی نسبت ہے۔ اسی طرح ایک مسئلہ کے بارے میں دو حکم متناقض پائے جائیں تو عقل کہتی ہے کہ اجتماع نقیضین محال ہے لہذا مرجحات دیکھ کر ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے۔

فقہ احوط میں حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ نے متعدد مقامات پر دلیل عقلی سے تمسک کیا ہے مثلاً باب الصلوٰۃ میں "آمین" کہنے کے مسئلے میں آپ فرماتے ہیں:

اماما زعم المرجئة فی التامین فخطأ صریح "لان وعد المغفرة لم یرد فی قراءة الفاتحة فکیف یرد فی قول آمین وهو فی الفضیلة ماکان مثل الفاتحة فمن ذالک یعرف الفهم ان قولهم لطیب خواطر المتکاسلین من کلمات الغافلین (فقه احوط چهاپ اول ندوة اسلامیه ص۸۷)

"آمین کہنے کے بارے میں فرقہ مرجیہ کا گمان واضح طور پر غلط ہے کیونکہ مغفرت کا وعدہ سورۂ فاتحہ کی قراءت میں وارد نہیں ہے تو آمین کہنے میں وعدۂ مغفرت کیسے وارد ہو سکتا ہے؟ حالانکہ فضیلت کے لحاظ سے آمین سورۂ فاتحہ کی مانند نہیں ہے۔ یہاں سے سمجھ دار آدمی خود جان سکتا ہے کہ مرجیہ کا قول غفلت میں پڑے رہنے والوں کی بات ہے جو کاہلوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لئے گھڑی گئی ہے۔"

اس عبارت میں حضرت شاہ سید علیہ الرحمہ نے لفظ "کیف" اور "یعرف الفهم" وغیرہ کے ذریعے عقل سلیم سے جواب مانگا ہے اور عقلی دلیل کے ذریعے مرجیہ کے کلام کو رد کیا ہے۔

۲۔ صلوٰۃ وسطیٰ کے حصول کے سلسلے میں بھی عقلی دلیل سے استفادہ کیا ہے۔

فان کنت تصلی الفرائض فی اوساط الاوقات بلا تعجیل فحل ولا تطویل فیمل احببت الصلاة الوسطی بالاریب ولا عیب (باب الصلواة)

"اگر تو فرض نمازوں کو درمیانے اوقات میں کسی خلل انگیز جلدی اور اکتا دینے والی طوالت کے بغیر پڑھتا ہے تو تو نے صلاۃ وسطیٰ کو کسی شک وشبہ کے بغیر پالیا ہے۔"

یہاں شاہ سید علیہ الرحمہ نے صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین کے سلسلے میں نہ کوئی آیت یا حدیث نقل کی ہے اور نہ اجماع اور کشف سے تمسک کیا ہے بلکہ آپ نے عقلی دلیل سے استفادہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر کوئی ہر نماز کو اس کے افضل اور درمیانی وقت میں پڑھتا ہے تو صلوٰۃ وسطیٰ خود بخود مل جائے گی۔ کیونکہ صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ خمسہ ہی میں سے ایک ہے جو کہ آپ نے اس کے افضل وقت میں احسن طریقے سے ادا کی۔

۳۔ وجل صغیرة انکحها ابوها ..... القبول کان نصف النکاح (فقه الاحوط ص۲۵۶) (باقی صفحہ ۱۳ پر)

تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

اصحابِ صفہؓ (یکے از خطباتِ بُلبُلِ تصوف)

م۔ ش کوروی

حاضرین مجلس۔ جس واقعہ کا میں آپ سے ذکر کر رہا تھا وہ اس طور پیش آیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم فرمایا اے رسولؐ ان لوگوں کو اپنے سے جدا نہ کرو جو صبح و شام اللہ کو پکارتے رہتے ہیں اور جس کے عوض وہ کچھ نہیں مانگتے سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے۔ آپ انہی لوگوں سے لین دین رکھیں لیکن ما علیک حسابھم من شیئی یا محمدؐ ان کے ساتھ لین دین سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وما من حسابک علیھم من شیئی (آپ انہی لوگوں سے لین دین رکھیں) آپ نے اپنا حساب دینا ہے۔ ان سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں۔

فتطروھم اگر آپ نے ان کو نکال دیا تو فتکون من الظالمین (نعوذباللہ) (خداوند تعالیٰ اپنے رسول اور حبیبؐ سے فرما رہا ہے کہ اگر آپ نے ان کو نکال دیا تو) آپ کا شمار ظالموں میں ہو گا۔

پیغمبر خدا کو یہ حکم ملتے ہی آپؐ نے جس شخص کو اصحاب صفہ کی طرف بھیجا تھا، اس سے فرمایا کہ تم واپس آؤ کہ تمہارے آگے جانے کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ شخص واپس آیا جسے دیکھ کر کفار مکہ ٹپٹا گئے کہ ان کا مکر بے کار گیا اور وہ ناکام و نامراد ہوئے۔ چنانچہ فوراً ہی انہوں نے ایک اور سازش تیار کی اور کہا کہ اے رسول اگر آپؐ کے لئے ان لوگوں کو چھوڑنا ممکن نہیں ہے تو کم از کم اتنا تو کریں ایک دن ان کے ساتھ رہا کریں اور ایک دن ہمارے ساتھ۔ جونہی یہ بات ہوئی تو جبریل امینؑ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دوسری آیت لے کر حاضر ہوئے۔

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم ج تریدون زینۃ الحیوۃ الدنیا ج ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا

خدا کے پیغمبر کو حکم ہوا کہ آپ انہی لوگوں کے ساتھ ہی صبر و تحمل سے رہیے جو صبح و شام اپنے اللہ کو پکارتے ہیں اور اسی کی رضا چاہتے ہیں۔ آپ ان سے اغماض نہ برتیے۔

ان آیات کریمہ کا نازل ہونا تھا کہ پیغمبر خداؐ نے کفار مکہ کی دوسری درخواست بھی مسترد فرمائی۔ چنانچہ اس صورت حال کو دیکھ کر انہوں نے تیسری چال چلی اور یہ مطالبہ پیش کیا کہ اگر آپ ہماری اس تجویز کو بھی نہیں مانتے تو کم از کم اتنا ہی کریں کہ مجلس میں ان لوگوں کو اس طرح بٹھائیں کہ آپ کا منہ ہماری ہماری طرف ہو اور پیٹھ ان کی طرف۔

میرے دینی بھائیو۔ دیکھا آپ نے۔ مکر کرنے والے مکر و فریب کی کس حد تک جا سکتے ہیں۔ جو لوگ رسول خداؐ کے ساتھ اس حد تک دھوکہ دہی کر سکتے ہیں وہ اس زمانے میں سیدھے سادے اہل خلوص کو حیلے بہانے سے دائیں بائیں ہانک کر لے جانے کی کوشش کریں تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟

وہ کبھی آپ سے یہ کہتے ہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ، زیادہ نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ بھلا شیطان سے زیادہ کس نے

نماز پڑھی ہے ؟ کبھی یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت میں علیؑ کی حیثیت اس سے زیادہ کیا ہے کہ وہ ایک انسان تھا پہلوان مرد تھا۔ ایسی باتیں سن کر آپ اپنی سادگی کے باعث سوچنے لگتے ہیں کہ واقعی یہ باتیں سچ تو ہیں۔ یہ مکرو فریب روز ازل سے چل رہا ہے مگر ایسے مکار لوگ تب کامیاب نہ ہوتے تھے اب کامیاب ہونے لگے ہیں کیونکہ اس وقت روح الامین جیسے فرشتوں کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔

حاضرین مجلس۔ افسوس صد افسوس۔ آج شاہ سید نور بخشؒ جیسے علماء اور سید علی ہمدانیؒ جیسے اولیاء ہم کو یتیم چھوڑ کر جا چکے ہیں اس لئے ہم کو ٹھگ لینا آسان ہو گیا ہے۔ آج وہ سادہ لوح لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لئے لڑکیوں کے رشتوں کا لالچ بھی دیتے ہیں۔ نکاح ایک سنت ہے اور ایک سماجی ضرورت بھی۔ ہر کلمہ گو سے نکاح جائز ہے مگر آپ حتی الامکان عالم نوربخشیت کے اندر ازدواجی تعلق قائم کریں گے تو یہ آزادی سے زندگی گزارنے کا وسیلہ ثابت ہوگا۔

بہر حال حاضرین کرام میں اپنے موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔ جب کفار مکہ نے رسول کریمؐ سے درخواست کی کہ آپ ہماری طرف منہ اور اہل صوفیہ کی پیٹھ کر کے بیٹھا کریں تو اسی وقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور مکرر حکم دیا کہ آپ انہی لوگوں کے ساتھ ہی رہا کیجئے۔ جب تیسری بار جبرئیل امین آئے تو یہ آیت لے کر آئے۔

ولا تعد عینک عنہم آپ ان سے اپنی نظر رحمت بھی نہ پھیریئے۔ نہ ان کو دور کیجئے کہ اغماض برتے بلکہ انہی کی طرف متوجہ رہیے۔ چنانچہ کفار مکہ کلی طور پر مایوس ہو کر بے نیل مرام واپس ہوئے۔

حاضرین کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ لوگ کون تھے ؟

جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو اس قدر تاکید فرمائی۔ ہاں یہ وہی اہل صفہؓ تھے وہی اہل تصوف تھے وہی صوفیہ تھے جن میں سے ایک سلمان فارسیؓ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا:

اسلمان من اھل بیتی   سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں

مقام غور ہے کہ سلمانؓ خود ایران کا باشندہ تھا وہ نہ پیغمبر خدا کے قوم اور قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا نہ عربی تھا نہ مدنی وہ تو ایک ایرانی تھا۔ کتاب بستان السیاحہ میں حاجی زین العابدین شیروانی نے لکھا ہے کہ سلمان فارسیؓ دو سو پچاس سال تک زندہ رہے۔ ایک اور روایت کے تحت تین سو سال تک زندہ رہے۔ سلمانؓ فارسی نے قبول اسلام کے زمانے سے لے کر آخری عمر تک فرمانبرداری رسولؐ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جس کا نتیجہ تھا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ سلمانؓ میرے اہل بیت میں شامل ہے۔

خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے عہد میں کسی نے سلمان سے پوچھا کہ تم نے پیغمبر خداؐ کے بعد کسی کی بیعت کیوں نہ کی؟ سلمان نے جواب دیا کہ میری بیعت اول محمدؐ کے ہاتھ پر ہے اور آخر علیؑ کے ہاتھ پر میں کسی اور شخص کی بیعت نہیں کرتا۔ اس پر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر سلمانؓ کی کنپٹی پر ایک مکہ مارا جس سے آپ کی گردن ٹیڑھی ہو گئی۔ اسی حالت میں سلمان فارسی کا بعد ازاں انتقال ہوا۔

اصحاب صفہ میں دوسری شخصیت حضرت ابوذر غفاریؓ کی تھی وہ ایسی ہستی تھی کہ جس کی شان میں رسول کریمؐ نے فرمایا ابوذر صدیق ھذ الامۃ ابوذر غفاریؓ اس امت کا صدیق ہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ابوذرؓ کو ملک بدر کیا گیا اور مدینہ منورہ سے باہر نکال دیا گیا۔ ابوذر "ربذہ" نامی گاؤں میں اپنی

بیٹی کے ہمراہ مقیم ہو گئے۔ آپ کی صاحبزادی نے کہا کہ میرے پیارے ابا۔ آپ اس جگہ بیمار ہو گئے ہیں میں کیا کروں؟ ابوذر نے کہا بیٹی میری فکر نہ کرنا۔ جونہی میری روح قبض ہو تم فلاں جگہ پہنچ کر انتظار کرو میرے دفن کرنے والے از خود آ جائیں گے۔ ابوذرؓ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیٹی نے وصیت کی تعمیل کی۔ ناگاہ دو جوان نظر آئے جنھوں نے ابوذرؓ کا جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کر دیا۔

اصحاب صفہ میں تیسری شخصیت حضرت بلال حبشیؓ کی ہے جو مؤذن رسولؐ تھے اور راہ سلوک کے پیشرو تھے۔ یہ تو تھے اہل تصوف یہی تو تھے صوفیہ، یہی تو تھے ہمارے مسلک کے لوگ۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے مسلک میں آدمی نہیں؟ بلال حبشی جب اذان دیتے تھے تو اشہد کو اسھد پڑھتے تھے یعنی شین کی بجائے سین کی آواز نکالتے تھے۔ اس لئے لوگوں نے پیغمبر خداؐ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ اہل کتاب یعنی تورات، زبور اور انجیل پر عبور رکھنے والے لوگ اعتراض کرتے ہیں اور صاحب تمیز اور مخرج اور اعراب جاننے والے کہتے ہیں کہ بلال حبشیؓ اذان کے الفاظ ٹھیک سے ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے مہربانی فرما کر کسی اور سے اذان دلوائی جائے۔

خدا کے رسولؐ خوب واقف تھے کہ بلالؓ کی اذان سے خدا راضی ہے مگر بلال کی عظمت سے لوگوں کو روشناس کرانا مقصود تھا۔ اس لئے رسول کریمؐ نے بلال کو حکم دیا کہ بلال آج تم اذان نہ دینا۔ یہ حکم ہونا تھا کہ بلال کو ایسا غم لاحق ہوا کہ بالکل ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا اور مسجد نبویؐ سے روتا ہوا گھر چلا گیا وہ رات بھر مؤذن رسولؐ کے منصب سے محروم ہونے پر رات بھر روتا رہا۔ دوسری طرف وہ رات اتنی طویل ہوئی کہ ختم ہونے کا نام تک نہ لیتی تھی۔ اصحاب رسول کو اندازہ ہوا تو جمع ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے آج تو صبح طلوع ہی نہیں ہوتی؟ کہیں یوم آخرت تو نہیں؟ پیغمبر خداؐ نے جواب دینے میں ذرا تامل فرمایا کہ اسی وقت جبریل امینؑ نازل ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچایا کہ اے رسولؐ جب تک بلال حبشی اذان نہ دے صبح کبھی طلوع نہ ہو گی۔

جب اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچا تو رسول کریمؐ نے ایک شخص کی وساطت سے بلالؓ کو یہ حکم پہنچایا۔ بلالؓ کو جب معلوم ہوا کہ خدا کے رسولؐ نے طلب فرمایا ہے تو مارے خوشی کے بھاگا بھاگا آیا جب پیغمبر خداؐ کے حضور پہنچا تو آپؐ نے بشارت دی۔

السین بلال فواللہ عنداللہ شین

"خدا کی قسم بلال کی "س" اللہ تعالیٰ کے ہاں "ش" ہے"۔

اصحاب صفہ میں شامل تیسری ہستی اویس قرنیؓ ہیں، جن کے بارے میں شاہ سید محمد نور بخشؒ "کشف الحقائق" میں نقل فرماتے ہیں:

چوں اویس آن معدن صدق و صفا
کہ ندید او ہیچ روی مصطفیٰ

کلام مولانا رومیؒ کا ہے جو مثنوی معنوی میں موجود ہے، شاہ سیدؒ نے اسے اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے کہ اویسؓ وہ معدن صدق و صفا ہستی ہے جس نے مصطفیٰؐ کے روئے اطہر کا دیدار بھی نہیں کیا تھا۔ وہ رسول کریمؐ کے غائبانہ محب اور عاشق تھے۔ رسول کو دیکھے بغیر ایمان لے آئے اور عاشق رسولؐ ٹھہرے۔ اویسؓ وہ عاشق رسولؐ تھے جس نے جب یہ سنا کہ غزوہ احد میں رسول کریمؐ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں تو یہ کہتے ہوئے اپنے دانت اکھاڑنے لگا کہ اے اویس وہ ذات جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک اس ذات اقدس کے دانت نہیں رہے تو تم کس منہ سے دانت رکھتے

ہو؟ دو دانت گر چکنے کے بعد خیال آیا کہ نہ جانے رسول خداؐ کے کونسے دانت شہید ہوئے ہوں چنانچہ دو دیگر دانت بھی اکھاڑ دیئے۔ ہر بار دو دو دانت اکھاڑے جاتے مگر دل کو تسلی نہ ہوتی۔ اسی طرح اویسؓ نے اپنے اٹھائیس دانت اکھاڑ لئے۔

میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اویسؓ نے رسول اللہؐ کی زیارت نہیں کی تھی۔ ایک بار اویسؓ نے اپنی تمنا پوری کرنے کے لئے اپنی والدہ سے درخواست کی کہ اے ماں میں محمدؐ کا دیدار چاہتا ہوں اجازت دی جائے۔ ماں نے اجازت دی مگر کہا کہ تم بے شک محمدؐ سے ملاقات کرو مگر وہاں آٹھ دن سے زیادہ نہ ٹھہرنا۔ اویسؓ یمن سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچا تو رسول کریمؐ ایک جہاد کے سلسلے میں مدینہ سے باہر تشریف لے جا چکے تھے۔ اویسؓ نے آٹھ دن انتظار کیا مگر ان آٹھ دنوں میں رسول کریمؐ واپس نہ آئے۔ اویسؓ ماں سے کئے ہوئے وعدے سے انحراف نہ کر سکا اور اس حکم کی تعمیل میں واپس آیا۔ خدا کے پیغمبرؐ نے جنگ سے واپس آکر جونہی اپنے مکان میں قدم رکھا تو فرمایا:

انی لاجد ریح نفس الرحمٰن من قبل الیمن

"بے شک مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو آرہی ہے۔"

یہ اویسؓ کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ رسول خداؐ نے حضرت مولائے متقیان علی علیہ السلام اور بعض اصحاب کو حکم دیا کہ آپ لوگ اویس کی خبر گیری کے لئے چلے جائیں۔ حکم کی تعمیل میں یہ اصحاب یمن پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے اویسؓ کا پتہ پوچھنے لگے لیکن کسی کو اس کا پتہ معلوم نہ تھا۔ آخر ایک بوڑھا شخص ملا۔ جس نے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ ہاں یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک شخص اویسؓ نامی موجود ہے۔ مگر وہ نرالا آدمی ہے کہ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ رونے لگتا ہے اور جب لوگ رونے لگیں تو وہ ہنستا ہے۔

جب حکم پیغمبرؐ کے مطابق حضرت علی اور ساتھی اس جگہ پہنچے تو اس شخص کو پایا جس میں رسول کریمؐ کی بتائی ہوئی نشانیاں موجود تھیں۔ چنانچہ رسول کریمؐ کا سلام اسے پہنچایا۔ پیغام سلام کا سننا تھا کہ وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہوش آیا تو پوچھا اے اویسؓ یہ کیا ماجرا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ جس کی خاطر زمین و آسمان بنایا گیا اس مولا نے مجھ جیسے کو سلام بھیجا ہے جو ان کے قدموں کے دھول کا ایک معمولی ذرہ بھی بننے کے لائق نہیں۔

حاضرین مجلس۔ یہ ہے تذکرہ ان اصحاب کا جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔ جنہیں رسول پاکؐ نے اپنی حیات میں اہلِ صفہ کا لقب دیا تھا۔ لفظ صوفیہ اسی صفہ سے مشتق ہے جس کا معنی برگزیدہ اور منتخب گروہ ہے جو دیگر سب گروہوں سے فائق اور قدر و قیمت والا ہے۔ یہ لقب انہیں خود رسول پاکؐ نے دیا ہے اسی لئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ لا تطعنوا علی اهل تصوف والخرق فان اخلاقهم اخلاق الانبیاء و لباسهم لباس لانبیاء "تم لوگ اہلِ تصوف کو لعن طعن مت کیا کرو کیونکہ ان کا اخلاق انبیاء کے اخلاق کی طرح ہیں اور ان کا لباس پیغمبروں کے لباس کی مانند ہے۔"

تفسیر حسینی میں ہے کہ ساحرین بحث کے لئے پیغمبرؐ کے سامنے موجود تھے جن میں سے ایک ساحر نابینا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ بحث کے لئے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ کتنے لوگ موجود ہیں؟ اسے جواب دیا گیا کہ وہ دو بھائی ہیں۔ اس نے پھر پوچھا کہ ان کا لباس کیسا ہے؟ اسے جواب ملا کہ ان کا لباس فقیرانہ ہے۔ یہ جواب سنتے ہی نابینا ساحر نے کہا کہ ہم ان سے بحث میں نہیں جیت سکتے اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی جانب سے آئے ہیں۔ .... (جاری ہے)

ادبِ تصوف

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نوربخشؒ

ترجمہ : غلام حسن نوربخشؒ

تعارف :

مؤسس سلسلۂ نوربخشیہ میر سید محمد نوربخش قہستانیؒ کا شمار نویں صدی ہجری کے عظیم صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے قطبِ دوران تھے اور ایک جید عالم دین، فقیہ بے بدل، صاحب طرز شاعر، سائنسدان اور داعی اتحاد بین المسلمین ہونے کے علاوہ نہایت بلند مقام کے حامل صاحب حال صوفی تھے۔ آپ شاہِ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے مرید خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے خلیفہ اور مرید تھے مگر اپنے اعلیٰ روحانی مقام کے باعث خواجہ ختلانیؒ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ کو نوربخشؒ کا لقب عطا کیا۔ اپنے پیشرو صوفیاء کی طرح میر سید محمد نوربخشؒ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ فقہی امور پر آپ کی کتاب "الفقہ الاحوط" اور اعتقادی معاملات میں آپ کی تصانیف "کتاب الاعتقادیہ" لازوال شہرت کی حامل ہیں۔ ان کے علاوہ نوربخشؒ نے تصوف کے احوال و مقامات کو بھی اپنی تحاریر کا موضوع بنایا، جن میں "کشف الحقائق"، "معراجیہ" اور "نوریہ" نہایت اہم رسالے ہیں۔ ذیل میں ہم مؤخر الذکر رسالے کا اردو ترجمہ پیش کررہے ہیں۔ رسالہ نوریہ تصوف کے نہایت اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کے تفصیلی تعارف انشاء اللہ کسی اور موقع پر قارئین نوائے صوفیہ کی نذر کیا جائے گا۔ رسالے کا متن درج ذیل ہے۔

حمد و صلوٰۃ :

بے حد و غایت اور بے نہایت ثنا حضرت مطلق نور الانوار کے لیے ہیں کہ تمام افلاکِ علوی کے عقول و نفوس اور اربابِ جذبہ و سلوک کی ارواح طیبہ، اکابرِ انبیاء، کمل اولیاء اور تمام خطۂ خاک کے مکین اور باسی سب اسی کے جمال کے پرتو ہیں۔ اور جادۂ شریعت کے قائد، سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات طیبات ہوں کیونکہ دارلسلام کی امامت اور ہدات انام کی ہدایت گزشتہ ادوار اور آئندہ اعصار میں آپ کے خلفاء واصحاب، احباب اور آل پر منحصر ہیں۔

وجہِ تصنیف :

امابعد شیخ الواصلین، مرشد المرشدین، مظہر مکاشفات ملکیہ وملکوتیہ، مظہر تجلیات جبروتیہ ولاہوتیہ، مربی السالکین، شیخ شہاب الدین اللہ تعالیٰ ان کے بلند برکات اور ذاتی و صفاتی تجلیات کو ہمیشہ قائم رکھے، نے انوار اور ان کی تفصیل پوچھی تو چند کلمات لکھنا ضروری سمجھا تاکہ سالکین کے لئے ہر نور کی شناخت آسان ہو۔

نور کے تین مراتب :

اے مرشد سالکین وفقک اللہ لکمال العرفان، اللہ تجھے کمال عرفان کی توفیق بخشے، جان لے کہ نور کا لفظ تین معنوں میں

وارد ہوا ہے۔

ا۔ وجود ۲۔ علم ۳۔ ضیاء

مرتبۂ اوّل۔ نورِ وجود:

مراتبِ انوار میں سے پہلا مرتبہ نورِ مطلق یعنی وجودِ مطلق و بیاضِ مطلق و ہویتِ غیب کا ہے۔ یہ نور تمام رنگوں، شکلوں، صورتوں اور مثالوں سے منزہ و معرا ہے۔ فصحاء کی عبارات، علماء کے افہام اور حکماء کے عقول اس نور کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

مرتبۂ دوّم۔ نورِ علم:

مراتبِ انوار میں سے دوسرا مرتبہ نورِ علم الٰہی ہے۔ وہ عقلِ کل، تعینِ اوّل اور جبروت کا نام ہے اور یہ سیاہ رنگ میں صورت پذیر ہو جاتا ہے۔

اول ما خلق اللہ العقل

"اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔"

اول ما خلق اللہ نوری

"اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔"

اول ما خلق اللہ القلم

"اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔"

جیسی احادیث مبارکہ میں جو مختلف عبادات کے لسانِ رسالت پر جاری ہوئیں اسی نور کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں خلق تقدیر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ نور دانا یعنی جاننے والا، شنوا یعنی سننے والا، گویا یعنی بولنے والا، اور توانا یعنی طاقتور ہے۔ اس تعین میں ذات باری تعالیٰ سات صفات کمال سے متصف ہوتی ہے۔

وھو بکل شیئی علیم (البقرہ ۲۹)

"وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

وھو علی کل شیئی علیم (المائدہ ۱۲۰)

"وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

لیس کمثل شیئی وھو السمیع البصیر (الشوریٰ ۱۱)

"اس کی کوئی مثل نہیں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

یہ تمام صفات اس نور کی صفاتِ ذاتیہ ہیں۔ فلکی عقول و نفوس علویہ کے انوار اسی آفتابِ حقیقی کی کرنیں ہیں، جو کواکب و سیارگان کے روزنوں سے آسمان پر چمکے اور اسی آسمانی حرارت سے علم و حیات پاتے ہیں۔ ان نورانی کرنوں کی تعین ثانی میں صفاتِ ذاتیہ کو صفاتِ فعلی اور ملکوتِ علوی کا نام دیتے ہیں۔ یہیں سے آسمانی کرنوں نے عناصرِ اربعہ یعنی آب و آتش باد و خاک اور موالیدِ ثلاثہ یعنی جمادات و نباتات و حیوانات پر مشتمل اجرامِ کثیفہ پر پرتو ڈالا۔ مصورۂ ہیولانی کی قوتوں اور مغیرۂ معنی کی قوتوں، عادیہ و نامیہ کی قوتوں، باطنی مولدۂ نباتی اور ظاہری حواسِ حیوانی یعنی سامعہ، باصرہ، ذائقہ، شامہ اور لامسہ کی قوتوں، باطنی حیوانی حواس یعنی حس مشترک، خیال، واہمہ، حافظہ، اور ذاکرہ کی قوتوں کو تمام ہیولانی، معدنی، نباتی، حیوانی نفس ناطقہ انسانی کی محرکہ و مدرکہ ارواح کے ساتھ بعض کو صرف نورِ حیات سے منور کیا اور بعض کو نورِ حیات اور نورِ علم دونوں سے منور کیا۔ اس مرحلے میں انوارِ صفات متعالیہ کی روشنی کے تعین اور نشو و نما کو صفاتِ آثاری و ملکوتِ سفلی کا نام دیتے ہیں۔

مرتبۂ سوم۔ ضیاء:

مراتبِ نور میں سے تیسرا مرتبہ ضیاء ہے اور یہ دو قسم کی ہوتی ہے:

ا۔ ضیائے حسّی ۲۔ ضیائے مثالی

انوارِ حسی وہ ہیں جن کو بصری قوت سے پایا جاسکتا ہے

اور انوارِ مثالی وہ ہیں جو عالمِ مثال میں یا نیند، غیبت یا صحو کی حالت میں حس خیالی کے ذریعے اس طرح مکشوف و مشہود ہو جاتے ہیں جس طرح آفتاب مختلف رنگین شیشوں پر چمکتا ہے تو وہ شیشے شعاعِ آفتاب سے نور پاتے ہیں اور اپنے سامنے کی چیزوں میں مختلف رنگوں میں اپنا عکس ڈالتے ہیں۔ اسی طرح آفتابِ جبروت شعاعِ ملکوت کے ساتھ افلاک و کواکب کے شفاف اجسام پر چمکتا ہے تو ان افلاک و کواکب میں سے ہر ایک کوکب کے مخصوص طبقات پر مختلف رنگوں کے عکس ڈالتا ہے جس کے نتیجے میں کیوان و فلکِ ہفتم سے سیاہ رنگ، برجیس اور فلکِ ششم سے کبوتری رنگ، بہرام و فلکِ پنجم سے سرخ رنگ، خورشید و فلکِ چہارم سے زرد رنگ، ناہید و فلکِ سوم سے سفید رنگ، تیر و فلکِ دوم سے ملا جلا رنگ اور قمر و فلکِ اول سے سبز رنگ ظاہر ہوتا ہے۔

ارادتِ حق اور تلاش مرشد:

اے مرشد سالکین، جان لے کہ انوار و ارواح کے تعینِ اول اور مبداء فیضان سے آخری تنزلات و نفحات انسانی جو جسم تعین اور تشخص کا نچوڑ ہے، دائرۂ وجود کا نصف کہ

تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام (القدر ٤)

"اس میں فرشتے اور روح ہر طرح کی سلامتی کا امر لے کر اترتے ہیں۔"

اسی سے عبارت ہے۔ شبِ قدر کو تنزل انجام پاتا ہے اور

مطلع الفجر (القدر ٥)

"صبح پو پھٹنے تک"

دائرۂ وجود کا دوسرا نصف کہ

تعرج الملائکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة (المعارج ٤)

"فرشتے اور روح اس کی طرف بلند ہوتے ہیں یہاں ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔"

اسی کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت کے دن ترقیات کا آغاز ہوگا۔ ان ترقیات کا آغاز یہ ہے کہ طالع مسعود کی مدد سے جو عنایتِ ازلی کا مظہر ہے سالک کے دل میں اولیاء اللہ سے جو راہِ سلوک کے مرشدین، درگاہِ الٰہی کے مقربین اور نوعِ انسان کے کاملین ہیں، ارادت ظاہر ہوگا۔ اس معنوی سبب کی قوت سے طالبِ حق مرشدِ کامل کی صحبت میں پہنچ جائے گا اور وہ حیوانی طبیعی تقاضوں بلکہ پاکیزہ انسانی خواہشات سے بھی منہ موڑ لے گا۔

ان الذین یبائعونک انما یبائعون الله (الفتح ١٠)

"جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔"

کے تحت دستِ اعتصام سے ان بزرگوں کا دامن تھام لے گا۔ اور بموجب

توبوا الی الله توبة نصوحاً (التحریم ٨)

"اللہ کی طرف خلوص دل سے رجوع کرو۔"

کے حکم کے موافق تمام ممنوعات اور فضولیات سے باز آئے گا اور

موتوا قبل ان تموتوا

"موتِ اضطراری سے پہلے موتِ اختیاری سے مرجاؤ۔"

کے تقاضوں کے تحت اپنی اختیاری طاقت اور قوت سے باہر نکل آئے گا۔ اور

کالمیت فی ید الغسال

"غسل دینے والے کے ہاتھوں میں مردہ کی مانند"

خود کو صاحبِ کمال کے سپرد کردے گا، تاکہ صاحبِ کمال مرشد

جو فقر میں کامل ہو یعنی فائے فقر جو نہایت کشف ہے، قاف فقر جو نہایت حقائق ہے، اور رائے فقر جو نہایت اطوار ہے، اس خوش نصیب کو عبودیت کی پستی سے الوہیت کی عزت میں اور غرور وریا کی پستی سے کبریا کی بلندی پر اور مکان ناسوت سے مکان لاہوت تک پہنچائے گا۔

(جاری ہے)

بقیہ: صوفیہ نوربخشیہ کے فقہی مصادر

"جس کمسن لڑکی کا اس کے باپ نے کسی سے نکاح کرایا ہو جب وہ لڑکی بالغ ہو جائے اور اس نکاح پر راضی وخوشنود نہ ہو تو اس صورت میں وہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ جنسی رابطہ قائم ہو جانے کے بعد اس لڑکی کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہو گا۔ کیونکہ جنسی رابطہ قائم ہوتے ہی نکاح مکمل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے طلاق پڑ جائے تو شوہر کے ذمے عورت کے مہر کا نصف حصہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف ایجاب وقبول کا معاملہ نکاح کا نصف حصہ ہے۔"

درج بالا عبارت میں مجرد ایجاب وقبول کا نصف نکاح ہونا عقل سے ثابت کیا گیا ہے۔

لیکن عقل کے باب میں بھی یہ امر واضح ہے کہ عقل کو مستقل حیثیت حاصل نہیں بلکہ تعقل وتدبر قرآن مجید اور سنت وصحیحہ کے حقیقی معارف تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ پس عقل کی حیثیت بھی کاشفیت حکم کتاب وسنت صحیحہ تک محدود ہے نہ کہ قرآن وسنت کے ہم پلہ ایک مستقل ماخذ ومنبع کی ہے۔

(جاری ہے)

ہر چہ از یادِ خدا او طاقش
مانعش آید. مگو بجز آتشش

کیا ہے طاعت یادِ ربِ عزوجل
اور آفت اس میں پڑ جانا خلل

ہر کہ مشغولت کند از یاد دوست
دشمنش دان فی المثل گر مغز و پوست

کوئی رب سے دور رکھتا ہے اگر
تجھ کو اس دشمن سے لازم ہے حذر

ہر چہ دور اندازت از وصل یار
در حقیقت دشمن جانت شمار

اس سے ملنے میں رکاوٹ جو بنے
اس کو اپنا دشمن جاں جان لے

ادب تصوف گزشتہ سے پیوستہ

معارفِ نوربخشیہ

شمس الدین اسیری لاہجی | ڈاکٹر غازی محمد نعیم

حمدِ باری تعالیٰ

انبیاء از جامِ عشقت سرخوشند
اولیاء از عشقِ تو در آتشند

انبیاء بھی بزمِ حق کے مے کشاں
اولیاء اس عشق سے آتش بجاں

عابدان از بادۂ عشقش مست
عارفان زین جام گشتہ نیست و ہست

عابدوں کو عشق کی مے جانفزا
عارف اِس سے در فنا و در بقا

اہلِ معنی مستِ جامِ وحدت اند
اہلِ صورت دُردنوشِ کثرت اند

اہلِ باطن جلوۂ وحدت سے دنگ
اہلِ ظاہر کے لئے کثرت کا رنگ

در شریعت عالمان در گفتگوی
در طریقت سالکان در جستجو

عالمان شرع محوِ گفتگو
سالکانِ راہ غرقِ جستجو

در حقیقت جملہ را دل سوی تو
جانِ ہر کس در ہوای روی تو

سب کے دل تیری طرف محوِ سفر
سب کی منزل تیرے جلووں کا نگر

حاجیان در کعبہ اندر طوف تو
در کلیسا راہبان در خوف تو

تو ہی وجہِ حرمتِ اہلِ حرم
تجھ سے ہی اہلِ کلیسا کا بھرم

در مساجد راهبان در خوف تو
کافران در بتکده از ذوقِ تو

مسجدوں میں ہیں مسلماں محوِ شوق
بتکدوں میں گبرو ترسا محوِ ذوق

در صوامع آتشِ سودای تو
در خراباتِ مغان غوغای تو

خانقاہوں میں ہے تیری گفتگو
میکدوں میں تیرے دم سے ہاؤ ہو

رند دُرد آشام مستِ عشقِ تو
زاهدِ لی چار مستِ عشقِ تو

زندوے کش عشق میں تیرے خراب
عشق تیرا زاہدوں کا انتخاب

در کنشت و دیر ترسا و یهود
روی دلهای همه سوی تو بود

ہیکلوں میں ، بتکدوں میں ، دیر میں
محو ہیں سب تیرے رُخ کی سیر میں

بُت پرستان را توی مطلوبِ جان
هست از تو روی بُت محبوبِ جان

بُت پرستوں کو ترا جلوہ عزیز
تیری خاطر بُت کا ہے چہرہ عزیز

گشت امرت را مسخر هر که هست
بُت پرست و مؤمن و ترسا و مست

اُمر کا پابند تیرے ہر کوئی
خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر کوئی

دیده ام ذرّاتِ عالم را تمام
از شرابِ عشقِ تو مست و مدام

مست و بیخود جملہ ذرّاتِ جہاں
سب ہیں رازِ عشقِ حق کے راز داں

هر یکی را مستی و ذوقی دگر
در دلِ هر یک ز تو شوقی دگر

ہر کسی کی اور مستی ، ذوق اور
ہر کسی کے دل میں تیرا شوق اور

جملہ جانہا با جمالت آشنا
ہر یکی از خوانِ عشقت بانوا

حُسن سے تیرے ہے ہر جاں آشنا
سب کو خوانِ عشق سے حصّہ ملا

آن یکی از جرعۂ مست و خراب
وان دگر نوشیدہ دریای شراب

اس کا ہے اک جرعے سے ہوش گم
اور اس نے پی رکھے ہیں خم کے خم

ہر یکی سرمستِ جامِ وصلِ یار
وز غمِ دنیا جہان در زنہار

دل جو اس کی یاد سے آباد ہے
ہر غمِ دُنیا سے وہ آزاد ہے

گشتہ جملہ طالبِ دیدارِ تو
جانِ ہر یک واقفِ اسرارِ تو

جو بھی جاں ہے طالبِ دیدار ہے
جو بھی جاں ہے واقفِ اسرار ہے

غرقہ می آیند می جویند آب
بی خود از مستی و گویا از شراب

غرقِ جلوہ ہیں مگر ہے شوقِ دید
غرقِ مے اور نعرۂ ھل من مزید

ہر یکی نوعی ترا جویا شدہ
در ثنایت یک بیک گویا شدہ

ہر کسی کی جستجو کا ایک ڈھب
ہر کسی کا اپنا اندازِ طلب

غافل آن یک از ثنای یک دگر
وین کسی از حمدِ آن یک بی خبر

ہر ثناخواں کی ہے اک اپنی ڈگر
ہیں سبھی اک دوسرے سے بے خبر

جملہ در تسبیح و در تہلیلِ تو
از نسیمِ وصل ہر یک بردہ بو

ہر کوئی تسبیح میں بے اختیار
ہے مشامِ جاں نسیمِ وصلِ یار

کافر و ترسا همه جویای تو
در درونِ جان هر یک جای تو

کافر و ترسا کو تیری جستجو
خانۂ جاں میں مکیں ہے سب کے تُو

هر یکی گشته ز اسمی مستفیض
فیض آن یک فیضِ دیگر را نقیض

ہر کسی کو فیض ہے اک اِسم کا
زہر ہے اُس کے لئے اس کی دوا

مظهر هادی و صدق از جان و دل
شد عدوی مظهرِ اسمِ مضل

مظہر صدق و ھدیٰ جان و دل
اُس کا دشمن مظہر اسم مضل

باوجودِ آنکه جو ها ؟ روان
شد ازاں دریای بی قعر و کران

ہیں جو جوئے آب دُنیا میں رواں
مل کے بن جاتی ہیں بحر بیکراں

بازگشت؟ جمله تا دریا بود
گرجویش چند روزی جا بود

کوئی کچھ دن کے لئے تنہا ہوا ؟
لوٹ کر پھر شاملِ دریا ہوا

گرچه آبِ جمله از یک بحر بود
لذتِ هر یک بوعی می نمود

گرچہ ہر پانی ہے اس اک بحر کا
مختلف اک دوسرے کا ذائقہ

هر که در لذّت مقیّد می شود
ره بمطلق کی برد رد می شود

وہ جو اپنے ذائقے میں قید ہو
کٹ کے اپنے اصل سے ناپید ہو

رو نظر در بحر کن چوں راه بین
تا که باشی عارف سرِّ یقین

اصل پر رکھئے نظر جو راہ بیں
وہ بنے کا عارف سرِّ یقیں

تذکرۂ اہلِ وفا

مولانا حمزہ علی مرحومؒ

روایت : اخوند حسن برق چھن ژھر

تحریر : استاد شکور علی سرگیب

مولانا حمزہ علی مرحومؒ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے بہت بڑے مجاہد عالم دین تھے۔ صوفیہ نوربخشیہ کی معنوی سرحدوں کے دفاع کے لئے آپ کی گراں قدر علمی خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کی تصانیف "فلاح المؤمنین"، "نور المؤمنین"، "قائم الحق" اور "عقائد المؤمنین" وغیرہ آج بھی عالم نوربخشیت میں قبول عام کی سند حاصل کئے ہوئے ہیں۔ راقم الحروف نے مولانا حمزہ علی کے حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لئے پہلے مولانا غلام حسن حسنو سے رابطہ کیا جنہوں نے مولانا مرحوم کے اخلاف سے ان کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں بعد ازاں اخوند حسن صاحب برق چھن کا انٹرویو کیا جو مولوی حمزہ علی مرحوم کے شاگرد ہیں اور منصوری سے پنڈی تک مولانا کے ساتھ رہے۔ راولپنڈی میں سات سال کا عرصہ دونوں نے اکٹھے گزارا اور وفات کے بعد مولانا مرحوم کی تجہیز و تکفین میں بھی یہ شریک تھے۔ ان معلومات کو ذیل میں نذرِ قارئین کیا جاتا ہے:

مولانا حمزہ علی ۱۸۹۷ء کے لگ بھگ خپلو میں پیدا ہوئے۔ ان کا شجرۂ نسب میر شمس الدین عراقی کے ایک اہم مرید مولانا حیدر سے ملتا ہے جو ۹۱۱ھ میں میر شمس الدین عراقی کے ساتھ وارد خپلو ہوئے اور میر عراقیؒ کی ہدایت پر اپنے بیٹے محمد اسماعیل سمیت خپلو میں ارشاد و تبلیغ کی خاطر رہائش اختیار کی۔ ان کے جدِ امجد اپوچو میر باقرؒ کے نام سے خپلو میں باقرپی گون مشہور ہے۔ خانقاہ نوربخشیہ کے پاس ہی مولانا حیدر، مولانا اسماعیل، مولانا باقر اور دوسرے بزرگوں کے مزار موجود ہیں۔ اس خاندان کے ایک بزرگ موضع یوچنگ میں میر واعظ کی حیثیت سے منتقل ہوئے اور یوچنگ میں آج تک میر واعظ کے منصب پر ان کے اخلاف فائز ہیں۔ مولانا محمد ابراہیم فیضی کا تعلق اسی خانوادے سے ہے۔ مولانا حیدر کے خاندان سے مولانا حمزہ علی کا کنبہ باقرپی گون سے ستروپی منتقل ہوا اور محلہ ستروپی کے دینی معاملات آج تک اسی خاندان کے لوگ سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا حمزہ علی کے والد مولانا خلیل محمد محلہ ستروپی کے پیش امام تھے۔ ان کے چار بھائی تھے جن میں سے مولوی فضل علی (فضلِ الٰہی) پنجاب چلے گئے اور وہاں حصول تعلیم کے بعد اہلِ حدیث کا مسلک اختیار کیا۔ باقی بھائیوں میں مولانا محمد ستروپی کے اور مولانا حنیفہ محلہ خسیر گرونگ کے پیش امام بنے جبکہ مولوی حمزہ نے جو ان سب میں چھوٹے تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا خلیل محمد سے حاصل کی۔ پھر وہ خپلو سے شملہ چلے گئے جہاں جامع مسجد لنڈا ہور بازار کے مولانا جیامین سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حصول تعلیم کا یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب تک جاری رہا۔ مولانا جیامین کا تعلق سلسلۂ قادریہ سے تھا

مولانا حمزہ علی منصوری میں قیام کے دوران روزی علی براہ والے کے ڈیرے پر قیام فرماتے تھے۔ روزی علی ایک دفتر میں چوکیدار تھا اور بڑا دیندار آدمی تھا۔ انہی کی کوششوں سے

انجمن صوفیہ نوربخشیہ منصوری قائم ہوئی تھی اور روزی علی اس انجمن کے جنرل سکریٹری تھے۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ پر مدرسہ قائم کیا تھا جہاں مولوی حمزہ علی لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ اس وقت منصوری اور شملہ میں سیکڑوں نوربخشی مزدوری کرتے تھے جن میں سے تقریباً تیس افراد کمسن تھے۔ یہ دن کو مزدوری کرتے اور رات کو مولانا کے پاس پڑھتے تھے۔ اس مدرسہ کا نام 'مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ' تھا۔

مولانا کا اپنا کوئی ذریعۂ معاش نہیں تھا۔ دن کو مولانا بنیامین کے پاس جاکر پڑھتے اور گھر واپس آکر مطالعہ اور تحریری کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ مدرسہ یا انجمن کی طرف سے کوئی تنخواہ مقرر نہیں تھی لیکن نوربخشی برادری مولانا کی مالی اعانت کرتی تھی۔ مدرسے کے طالب علم جو دن کو مزدوری کرتے تھے وہ ماہانہ ایک روپیہ فیس دیتے تھے۔ انہی رقوم سے مولانا نے گزر اوقات کے علاوہ تین کتابیں شائع کیں اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

اخوند عبدالکریم ڈونس، حسین کرسمپہ ستروپی، اخوند حسن برتھمن ژھر، موسیٰ کوتمہ براہ، عبدالرحمٰن براہ بروقپہ، اخوند غندول کھرکو، اخوند محمد علی ڈوغنی، غلام محمد براہ، غلام مہدی مرکک، مولوی عبدالرحمٰن سکسہ، مولوی محمد علی فرانو (حال مقیم اسلام آباد)

مولانا نے اپنا زندگی ملتِ نوربخشیہ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ نے تجرید کی زندگی اختیار کی، چنانچہ کوئی اولاد نہیں ہے۔ شملہ اور منصوری میں قیام کے دوران وہ کئی دفعہ وطن آئے۔ آتے وقت صرف کتابیں ہی لایا کرتے تھے۔ یہ کتابیں ان کے بعد ان کے تینوں بھائیوں میں تقسیم ہوئیں۔ اخوند حنیفہ کے حصے میں آنے والی کتابیں مولانا کے بھتیجے اخوند ہادی پیش امام محلہ خسیر گرونگ کی تحویل میں ہیں۔ اخوند محمد پیش امام ستروپی برادر مولانا جن کی نرینہ اولاد نہیں تھی، کے حصے کی کتابیں اخوند علی پیش امام ستروپی کی ملکیت میں ہیں۔ اخوند فضل جو وہاں ہو گئے تھے، کے حصے کی کتابیں ان کے بیٹے اسد اللہ اور سید محرم وغیرہ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے پاس موجود کتابوں میں سے اکثر مصر، ایران اور بمبئی کی چھپی ہوئی نہایت قیمتی اور نادر کتب ہیں۔

منصوری میں کچھ لوگ ٹھیکیداری بھی کرتے تھے۔ اس وقت وہاں مقیم نوربخشی دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک گروہ بوا حمزہ کے ساتھ تھا جبکہ دوسرا گروہ ٹھیکیداروں کے ساتھ۔ لیکن مولوی حمزہ عام لوگوں میں ہردلعزیز تھے۔ مولانا کی "نورالمؤمنین" کے علاوہ باقی کتب قیامِ منصوری کے دوران شائع ہوئیں اور یہ انہی عقیدت مندوں کی مالی اعانت کا ثمر تھا۔

مولوی حمزہ علی کو کتابوں سے بے حد دلچسپی تھی۔ انہیں شملہ میں مقیم نوربخشی برادری سے جو بھی رقم ملتی اس سے کتاب خرید لیتے۔ انقلاب کے وقت ان کے پاس ہزاروں کتابیں جمع تھیں۔ انہی کتابوں کے حوالے سے انہوں نے عقائد المؤمنین، نورالمؤمنین، قائم الحق اور فلاح المؤمنین جیسی کتابیں لکھیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی مکمل اور نامکمل مسودے موجود تھے۔ یہ سب ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں چھوڑ چھاڑ کر وطن آنا پڑا۔ کتابوں اور مسودوں کے تلف ہونے کا انہیں بے حد رنج رہتا تھا

قیام پاکستان کے وقت مولانا حمزہ اور دوسرے بہت سے نوربخشی منصوری اور شملہ میں مقیم رہے، یہاں تک کہ

پنجاب میں ہونے والے فساد کے شعلے منصوری اور شملہ تک پہنچے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۷ء کو منصوری کے محلہ مچھر خانہ پر ہندوؤں کے حملہ کی اطلاع ملی۔ خوش قسمتی سے وہاں کا ڈپٹی کمشنر مسلمان تھا جس نے فوج طلب کی اور مسلمانوں کو نواب صاحب رام پور کی کوٹھی میں جمع کرایا۔ ۱۵ دسمبر کو فوج کی نگرانی میں گاڑیوں میں وہاں سے سہارنپور کیمپ میں منتقل کیا جہاں سے ریل کے ذریعے لاہور پہنچایا گیا۔ وہاں دو مہینے رہنے کے بعد یہ لوگ راولپنڈی آئے۔ مولانا منصوری سے صرف پہننے کے کپڑے اور چند کتابیں ہی ساتھ لا سکے تھے۔ پنڈی میں انہیں آرمی ہیڈکوارٹرز میں ملازمت مل گئی۔ ملازمت کے دوران انہوں نے نور المؤمنین پنڈی سے شائع کی۔ سات سال ملازمت کے بعد وہ بیمار ہوئے اور ہسپتال میں وفات پائی اور راولپنڈی میں مدفون ہوئے۔

مولانا حمزہ علی نے کسی مدرسے سے سند فراغت حاصل کی تھی نہ کسی بورڈ یا یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا تھا لیکن اپنے مسلسل مطالعے اور خداداد ذہانت کی بدولت وہ عربی، فارسی اور اردو کے بڑے عالم بن گئے تھے۔ ان تینوں زبانوں میں نثر لکھنے کے علاوہ شاعری کا بھی ملکہ رکھتے تھے اور اردو اور بلتی میں ان کا کلام بھی محفوظ ہے۔ انہوں نے مذکورہ کتابوں کے علاوہ موج البکاء کے نام سے فارسی میں ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکی ہے۔ ان کے باقی مسودے انقلاب کی نذر ہو گئے تھے۔

مولانا کے دل میں نوربخشی مسلک کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ سلسلۂ نوربخشیہ کو علم و عمل دونوں میدانوں میں ترقی یافتہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ اغیار کی طرف سے نوربخشی کتابیں نہ ہونے کے طعنے اور مختلف احکام و مسائل پر تحریری و زبانی اعتراضات کا جواب دینے میں پوری زندگی گزاری۔ نوربخشی قوم پر ان کے بے شمار احسانات ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب نوربخشی قوم کا شیرازہ بری طرح بکھر رہا تھا انہوں نے اس قوم کو بچانے کی بھرپور کوشش کی۔ مولانا کے اقدامات سے نوربخشیہ معدوم ہونے سے بچ گیا۔ انہیں جو کبھی لڑائی لڑنی پڑی اور اغیار سے بحث و مناظرہ کے علاوہ خود نوربخشیہ کے ایک مخصوص طبقے کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جو ہر وقت انہیں برا بھلا کہنے کے علاوہ ان کے درپے آزار رہتا تھا۔ نوربخشیہ کے عقائد و اعمال کے خلاف جب بھی کوئی پمفلٹ یا رسالہ چھپتا تو مولانا ہی اس کا دندان شکن جواب دیتے تھے۔ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ منصوری کا شائع کردہ ایک اشتہار بیدار بشمول فتویٰ جات کے مولانا ہی کا تحریر کردہ معلوم ہوتا ہے جو تاحال محفوظ ہے۔ مولانا کے مخالفین میں تحریر کے میدان میں ان سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت نہ تھی چنانچہ وہ محض زبان کا ہتھیار استعمال کرنے پر مجبور تھے۔ تاہم سادات سرموں نے ان کے خلاف ایک رسالہ بھی شائع کیا تھا۔

مولانا نے احیائے صوفیہ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دی تھیں چنانچہ معروف جرمن محقق ڈاکٹر اینڈریز ریک ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں

Most active among them in the defence of Nurbakhshiya, notably against Shi'i proselytism, in pre-partition time was Maulwi Hamza Ali from Khaplu, who after studying in the Sunni Madrasat Mazhar ul-Ulum in Saharanpur (Uttar Pradesh) became Friday preacher of the Nurbakhi (contd. on page ۲۵)

شاہ ہمدان اور بلتستان

غلام حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ۝

تاریخ بتاتی ہے کہ میر سید علی ہمدانی بلتستان تشریف لائے تھے۔ آپ ہی سرزمین بلتستان میں اسلام کے سب سے پہلے مبلغ تھے اور آپ ہی نے اس دشوار گزار علاقے میں بنفس نفیس تشریف لا کر پورے خطے کو نور اسلام سے منور فرمایا تھا۔

پہلے میں شاہ ہمدان کی بلتستان آمد پر تاریخ اور مقامی روایات کے حوالے سے روشنی ڈالوں گا۔ پھر بلتستان میں آپ کی سرگرمیوں کا اجمالاً ذکر کروں گا۔

۱۔ بلتستان کے سب سے مشہور عالم دین، مؤرخ اور شاعر اخوند سلطان علی بلغاری اپنی منظوم تاریخی کتاب زادالحسان میں لکھتے ہیں۔

بہ عہد مقیم خان شجاعت پلنگ
علی ثانی آمد بہ سال ہنگ

بہ ہشتاد و سہ بود ہفتم صدی
ز کشمیر بہ تبت رسید آن ولی

وہی مصنف آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

بعہد مقیم خان شاہ سلینگ
ز ہجرت دو میم و بیک ذال و جیم

طلوع شد خورشید اسلام ہمیں
علی ثانی آمد ز فضل کریم

ز کشمیر بہ تبت رسید آن ولی
بدستش عصا بود بر بر گلیم

سطور بالا سے واضح ہے کہ شاید ہمدان ۷۸۳ھ میں بلتستان تشریف لائے تھے۔ اس وقت موجودہ خپلو پر سلینگ کے بیگو مقیم خان کی حکومت تھی۔ اور وہ سال تبتی تقویم کے مطابق ہنگ کا سال تھا۔

۲۔ اسماعیل ساحلی نے تذکرہ شاہ ہمدان کے نام سے فارسی میں ایک کتاب لکھی ہے۔ مصنف کے بارے میں مجھے زیادہ علم نہیں لیکن کتاب کا لب و لہجہ اس بات کا غماز ہے کہ یہ کتاب گیارہویں / بارہویں صدی ہجری کی تصنیف ہے اس کتاب میں میر سید علی ہمدانی کی بلتستان میں سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

۳۔ اسی طرح حال ہی میں مجھے دو اور قلمی کتابیں ملی ہیں۔ جو تیرہویں صدی میں لکھی گئی ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں بھی سید علی ہمدانی کی بلتستان تشریف آوری کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ ساحلی کی کتاب اور مؤخر الذکر کتابیں سامنے رکھ کر ان واقعات کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملائی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

۴۔ کشمیری تاریخی کتابوں میں بھی ہے کہ میر سید علی ہمدانی ۷۸۲ھ میں کشمیر سے ترکستان گئے تھے۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ساتویں / آٹھویں صدی ہجری کے دوران کشمیر اور ترکستان کے درمیان آمد و رفت کے لئے کون کون سے راستے مستعمل تھے۔

جب ہم اس دور کے جغرافیائی حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیاء کے جو لوگ کشمیر آتے تھے وہ عام طور پر درہ خیبر کے راستے آتے تھے پہلے وہ صوبہ سرحد پہنچتے پھر ضلع ہزارہ اور وہاں سے ہوتے ہوئے کشمیر جا پہنچتے تھے۔ اور کشمیر سے ترکستان جانے کے لئے انہی راستوں سے ہوتے ہوئے افغانستان اور وہاں سے شمال کی طرف مڑ کر ترکستان یا ماوراء النہر کے علاقوں میں پہنچ جاتے تھے۔ یہ راستہ اگرچہ کافی لمبا تھا جس پر کئی کئی مہینے چلنا پڑتا تھا۔ لیکن یہ راستہ طویل ہونے کے باوجود سارا سال کھلا رہتا تھا اور آمد و رفت کے لئے آسان تھا۔

دوسرا راستہ کشمیر سے سیدھا شمال کی طرف جاتا تھا۔ جہاں قراقرم کی دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ سیاچن گلیشیر اور دوسرے معاون گلیشیروں کو عبور کرتے ہوئے چینی

ترکستان کے شہر یارقند اور کاشغر پہنچ جاتا تھا۔

میر سید علی ہمدانی نے اس دوسرے راستے کو اختیار کیا۔ جس کا ذکر کشمیری تاریخوں اور بلتستان میں لکھی جانے والی کتابوں میں ملتا ہے۔

بہر حال میر سید علی ہمدانی نے ۱۳۸۲ء میں کشمیر سے ترکستان کا رخ کیا، اور ترکستان جاتے ہوئے ۱۳۸۳ء میں موجودہ بلتستان کے دارالحکومت سکردو پہنچے۔ سکردو میں آپ نے اسلام کی تبلیغ کی۔ اور بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔ جن کی باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے کھری ڈونگ کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ سکردو میں اشاعت اسلام کا کام کرنے کے بعد آپ شگر چلے گئے۔ وہاں بھی دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ شگر میں اشاعت اسلام کے بعد آپ تھلے لا کے ذریعے خپلو پہنچے جو اس زمانے میں بلتستان کا صدر مقام تھا۔ خپلو میں آپ کی کوششوں سے راجہ مقیم خان مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور ساتھ ہی لوگوں کی بڑی تعداد مسلمان ہوگئی۔ خپلو کی مشہور جامع مسجد چقچن کی بنیاد رکھی اور وہاں سے آپ چھوربٹ کے نالہ چولونگ کے راستے سلتورو پہنچے اور درہ سلتورو کے راستے سیاچن گلیشیر سے ہوتے ہوئے چینی ترکستان کے شہر یارقند پہنچے۔

میر سید علی ہمدانی ترکستانی علاقوں میں ڈیڑھ برس تک دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔ ترکستانی علاقوں میں آپ کی سرگرمیوں کی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم اسماعیل ساحلی نے اپنی کتاب میں ایک واقعے کی تفصیل دی ہے۔ جس سے ان علاقوں میں اشاعت اسلام کے عمل پر روشنی پڑتی ہے۔ ہم ذیل میں ساحلی کا بیان من و عن نقل کر رہے ہیں۔

جس وقت میر سید علی ہمدانی یارقند وارد ہوئے اس وقت وہ علاقہ مذاہب عالم کا ایک خوفناک اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ ہر جگہ مذہبی بحث و مناظرے ہوتے تھے۔ مکر و استدراج سے لے کر کرامات و معجزات تک کے مقابلے ہوتے تھے۔ ہندو، بدھ مت، یہودی، نصرانی آتش پرست، مسلمان اور مقامی مذاہب سے تعلق رکھنے والے ہزاروں اہل علم دربار شاہی میں موجود تھے جو آپس میں بحث و مناظرے کرتے رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے ملک خطرے میں پڑا ہوا تھا۔ اس صورت حال سے تنگ آکر بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ملک میں ایک ہی مذہب رائج کیا جائے۔ جس پر بادشاہ اور رعایا سب کا ایمان ہو۔ چنانچہ کافی غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اگلے دن صبح جب دربان شاہی محل کا دروازہ کھول دے گا اس وقت جس مذہب کا عالم دین شاہی محل میں سب سے پہلے داخل ہوگا بادشاہ اور رعایا اس کے دین کو اختیار کریں گے۔ جو شخص اس پر عمل نہیں کرے گا اسے ملک چھوڑنا ہوگا۔

چنانچہ اس شاہی فیصلے سے سب کو آگاہ کر دیا گیا۔ تمام مذاہب کے علماء و فضلا نے رات شاہی محل کے دروازے پر گزاری تاکہ صبح سویرے خود اندر داخل ہو کر اپنے مذاہب کو رواج دلائے۔ لیکن کرنا خدا کا ایسا ہو کہ میر سید علی ہمدانی اچانک وہاں نمودار ہوئے۔ جب دربان نے دروازہ کھولا تو آپ سب سے پہلے اندر داخل ہوئے۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے علماء و فضلا ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

چنانچہ آپ کو دربار بادشاہی میں لے جایا گیا۔ اور بادشاہ نے آپ سے آپ کے دین اور نظریات کے بارے میں سوالات کئے جس سے مطمئن ہو کر بادشاہ نے دین اسلام قبول کرنے اور اسے اپنانے کا حکم دے دیا۔ وہاں موجود ایک بدھ مت عالم "کوشوق" نے اس شاہی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ اور یہ مطالبہ کیا کہ اسے میر سید علی ہمدانی سے ایک بار مقابلہ کرنے کا موقع دیا جائے۔ بادشاہ نے شوق کی تجویز قبول کرلی۔

کوشوق نے شاہ ہمدان اور بادشاہ کی طرف توجہ ہو کر کہا کہ ہمارا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ لیکن حق تعالیٰ ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ جسے محض نیک اعمال ہی کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ پھر شاہ ہمدان کی طرف متوجہ ہو کر کہا

اگر دین تو برحق و بس قوی
طلبگار من شو بعلم قوی

گرم یافتی گو خدا یافتی
وگر نہ خدا را چرا یافتی

اتنا کہہ کر کوشوق شاہی دربار سے یکدم غائب ہوگیا۔ بادشاہ اور درباری نہایت متعجب ہوئے۔ سید علی ہمدانیؒ نے

(جاری ہے)

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید اور قابل اشاعت سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے نظر انتخاب جن دو سوالوں پر پڑی ہے، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱۔ استنجاء کے لئے پانی کا استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں تیمم کا حکم ہمارے لئے ناقابلِ فہم سا ہے۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت درکار ہے۔

سائل ماسٹر غلام عباس تھلوی

سوال نمبر۲۔ ایک آدمی نے کسی لڑکے کی طرف سے نہایت پرکشش باتیں سنا کر ایک لڑکی کو اس لڑکے کے ساتھ شادی رچانے پر رضامند بنا دیا۔ گویا لڑکی نے دیکھے بغیر اس آدمی کی پرکشش باتوں کا اعتبار کیا۔ آدمی مذکور نے لڑکے کا وکیل بن کر دونوں کے مابین نکاح خوانی کا مرحلہ بھی طے کرایا۔ جب لڑکی لڑکے کے ہاں پہنچادی گئی تو اسے پتہ چلا کہ تمام پرکشش باتیں جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ لہذا اس نکاح کا کیا بنے گا؟

سائل غلام رسول چھورٹ مقیم کراچی

جوابات

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

استنجا اگرچہ وضو کے واجبات میں شامل نہیں ہے لیکن یہ وضو کے لئے شرط جواز ہے۔ اس کے لئے پانی کا استعمال واجب ہے۔ اس صورت میں وضو مشروط ہوا اور استنجا شرط۔ پانی میسر ہو اور پانی کے استعمال میں دشواری نہ ہو تو دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے۔ اگر پانی کا استعمال دشوار ہو خواہ دشواری استنجا کے لئے ہو یا وضو کے لئے ہو دونوں صورتوں میں تیمم کرنا شرعاً حکم ہے۔ گویا شرط اور مشروط میں سے جس کسی کے لئے پانی کا استعمال کرنا دشوار ہو جائے تو اس صورت میں تیمم کا حکم لاگو ہوگا۔ اگر وضو کے اعضا میں کسی عضو میں کسی عضو کے لئے پانی کا استعمال دشوار ہو تو تیمم کرنا ہی حکم ہے۔ اسی طرح سے اگر استنجا کے محل کے لئے پانی کا استعمال کسی مرض کی وجہ سے دشوار ہو تو اس صورت میں تیمم کا حکم آئے گا اگرچہ وضو کے اعضا بالکل درست ہی کیوں نہ ہوں۔ خوب یاد رہے کہ استنجا وضو کے لئے شرط جواز ہے۔ تیمم اگرچہ وضو کا بدل تو ہے مگر تیمم کے لئے استنجا شرط جواز بالکل نہیں ہے۔ بلکہ تیمم کی صورت میں استنجا کا اعتبار ہی ساقط ہو جاتا ہے۔ جن حضرات کے ہاں استنجا کے لئے پانی کا استعمال واجب نہیں ان کے ہاں پتھر اور ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کا مرحلہ طے ہو جاتا ہے۔ ان کے ہاں سوال مذکور کی صورت میں

وضو ہی کرنا ہے۔ کیونکہ استنجا کے لئے ان کے ہاں پانی کا استعمال
کوئی واجب حکم نہیں بلکہ پتھر اور ڈھیلے وغیرہ بھی استنجا کے لئے
کافی ہیں۔ مجموعۂ شریعت محمدیہ کی رو سے پتھر اور ڈھیلے وغیرہ کا
استعمال صرف تخفیف لوث کے لئے ہے۔ اس سے نہ صفائی
حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی پاکی، بلکہ اس کے نتیجے میں استنجا کے
لئے تھوڑے پانی کا استعمال کافی ہوا کرتا ہے۔ بہر حال پاکی صرف
پانی کے استعمال سے حاصل ہوگی۔ پتھر اور ڈھیلے وغیرہ سے نہیں
۔ ایک بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ استنجا وضو کے لئے شرط جواز
ہونے کی وجہ سے اس کو ہمیشہ مشروط پر مقدم رکھنا واجب ہے۔
یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی پہلے وضو کرے اور بعد میں استنجا کرے۔
ایسا کیا جائے تو اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ البتہ استنجا اور
وضو کے درمیان وقفہ جائز ہے۔ اگر وقفے کے دوران استنجا ٹوٹ
جائے تو پھر نئے سرے سے استنجا کرنا پڑے گا۔ دیگر الفاظ میں
استنجا لازم ہے اور وضو ملزوم۔ اوپر شرط اور مشروط کے تحت جو
کچھ بیان کیا گیا ہے وہی لازم اور ملزوم کے تحت بھی آئیں گے۔
صرف نام کا فرق ہے۔ حکم یکساں ہے۔ امید ہے کہ ماسٹر غلام
عباس صاحب اس وضاحت سے مطمئن ہوں گے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

سوال مذکور میں جس واقعے کا تذکرہ کیا گیا ہے شرعی
اصطلاح میں میں اسے تدلیس کہتے ہیں۔ تدلیس کا مطلب شادی
کے لئے فریب کاری سے کام لینا ہے۔ سوال مذکور میں لڑکے کی
طرف سے کسی نے فریب کاری سے کام لیا ہے۔ چنانچہ ایسی
صورت میں شرعاً لڑکی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کو فسخ
کرے اور لڑکے سے مہر معین کا مطالبہ کرے۔ جنسی رابطہ خواہ
قائم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر یہی فریب
کاری کسی لڑکی کی طرف سے ہو تو لڑکے کو اختیار حاصل ہے کہ
وہ نکاح کو فسخ کرکے مہر معین میں سے مہر مثل سے زائد مقدار
کو گھٹا دے۔ فقہ احوط باب النکاح میں وضاحت موجود ہے۔

بقیہ : مجموعۂ شریعتِ محمدیہ ﷺ

صورت میں مغفرت کے سرٹیفکیٹ ملنے کی کوئی حدیث کیسے
وارد ہو سکتی ہے۔ حالانکہ فضیلت کے اعتبار سے سورۂ فاتحہ لفظ
آمین پر فوقیت رکھتی ہے۔ "آمین" سورۂ فاتحہ کے مقابلے میں ہیچ
ہے۔ پس خوب پتہ چل گیا کہ اہلِ مرجیہ کا نظریہ نہایت کمزور
ہے وہ غفلت پسندوں اور جان بوجھ کر سست بننے والوں کو یونہی سبز
باغ دکھاتے ہیں۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں۔ (جاری ہے)

بقیہ : مولوی حمزہ علی مرحوم

migrant colony in the hill resort of Mussoori (Mansuri) nearby. In 1930 he published Falah ul-Muminin an urdu edition of Dawat-i-Suiya and he is the author of three books on Nurbakhshi doctrine, Qaim ul Haqq, Aqai ul- Muminin and Nur ul-Muminin kashf ut-tafawut. The last and most important book was written in response to the demand of Nurbakhshi Ulama to explain in full the doctrinal differences between their madhab and the Twelver Shia.(The- Nurbakhshis of Baltiatan- crisis and revival of a five centuries old community)

اخبار التصوف

دنیائے تصوّف کی خبریں

محمد رضا ضیاء

نوائے صوفیہ شاہین سکالرشپ کا اجراء:

امسال ادارہ نوائے صوفیہ سکالرشپ ونگ نے مختلف سکولوں اور کالجوں کے سالانہ امتحانات میں نمایاں پوزیشن لینے والے نوربخشی طلباء اور طالبات کے لئے شاہین سکالرشپ کا اعلان کیا تھا۔ اس سلسلے میں سالانہ امتحان میں پہلی یا دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے ایسے طلباء کو سکالرشپ کا حق دار قرار دیا گیا جن کے مجموعی نمبر ۶۰ فیصد سے زائد ہوں۔ ادارے کو جن ہونہار طلباء کے کوائف موصول ہوئے ان میں سے مندرجہ ذیل وظائف کے حق دار قرار پائے۔

۱۔ شاہد علی ولد غلام علی
جماعت سوم میر عارف پبلک سکول تھگس
پوزیشن: فرسٹ مجموعی نمبر: ۸۸.۵۷ فیصد

۲۔ ممتاز علی ولد غلام علی
جماعت دوم میر عارف پبلک سکول تھگس
پوزیشن: سیکنڈ مجموعی نمبر: ۷۷.۷ فیصد

۳۔ محمد غیاث ولد محمد اسماعیل
جماعت سوم آرمی پبلک سکول سکردو
پوزیشن: سیکنڈ مجموعی نمبر: ۸۸.۳۳ فیصد

ان طلباء کو سکالرشپ کی رقم ان کے پتے پر ارسال کر دی گئی ہے۔ ادارہ ان طلباء اور ان کے والدین کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ تمام نوربخشی طلباء آئندہ سالانہ امتحانات میں بھرپور محنت کر کے نمایاں پوزیشن لینے کی کوشش کریں گے اور شاہین سکالرشپ کے حق دار بننے کی کوشش کریں گے۔ (ادارہ)

تنظیم فلاح وبہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمیک کا مسودہ آئین:

☆ تنظیم کا نام "تنظیم فلاح وبہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمیک" ہوگا۔ جو ایک فلاحی اور غیر سیاسی تنظیم ہوگی

☆ تنظیم کا دائرہ عمل مملکت خداداد پاکستان کے تمام جغرافیائی گوشوں تک محیط ہوگا نیز جہاں فلاح انسانیت کے لئے خدمت کی ضرورت ہوگی وہاں یہ فعال ہوگی۔

☆ تنظیم کے اغراض ومقاصد یہ ہیں:

۱۔ علاقہ سرمیک کے عوام کو اتحاد واتفاق کی لڑی میں پرونا۔

۲۔ علاقے سے ناخواندگی اور بے روزگاری کا خاتمہ کرنے کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں سے تعاون کرنا۔

۳۔ علاقے کے نونہالوں کو اسلامی معاشرتی تربیت اور مروجہ تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کرنا اور مستحق ونادار طلبہ کی ہر ممکن مدد کرنا۔ اور ان کی رہنمائی کرنا۔

۴۔ لائبریریوں کے قیام اور فراہمی کتب کی کوشش کرنا۔

۵۔ خواتین میں علمی شعور بیدار کرنا۔

۶۔ خواتین کی خود روزگاری کے لئے دستکاری کے تربیتی مراکز کا قیام۔

۷۔ بیروزگار نوجوانوں کی فنی تربیت کی کوشش کرنا۔

۸۔ غریب مسافروں کے قیام کے لئے مختلف شہروں میں مسافر خانوں کے قیام کی کوشش کرنا۔

۹۔ لوگوں کے مفت علاج کے لئے شفاخانے کا قیام۔

۱۰۔ غریب والدین کے بچوں کی شادی کے لئے والدین کے ساتھ اقتصادی تعاون کرنا۔

۱۱۔ علاقے میں اسلامی تہذیب و تمدن اور ثقافت کو فروغ دینا۔

۱۲۔ اسلام کی سربلندی، پاکستان کی ترقی اور ملی یک جہتی کے لئے جذبہ حب الوطنی کو فروغ دینے کی کوشش کرنا۔

۱۳۔ مفلوک الحال افراد کی مالی کفالت کرنا۔

۱۴۔ ماحولیاتی آلودگی اور منشیات کی لعنت کے خلاف جہاد اور شجر کاری کو فروغ دینا۔

کشمیری محققین کا دورہ بلتستان :

بزرگان نورنخشیہ کی ادبی کاوشوں کی تاریخ کے متعلق تحقیق میں مصروف سری نگر کے محققین ڈاکٹر غلام رسول جان اور سید دلبر حسین جو سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹڈیز کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، گزشتہ دنوں تحقیق کے سلسلے میں پاکستان کے دورے پر تشریف لائے۔ بلتستان میں انہوں نے معروف نورنخشی سکالر جناب غلام حسن سہو صاحب سے ملاقات کر کے ان کی تحقیق سے استفادہ کیا اور اسلام آباد میں بھی نوائے صوفیہ کے دفتر کا دورہ کر کے تبادلۂ خیالات کیا۔ پروفیسر صاحبان اپنے سفر کی رپورتاژ قارئین نوائے صوفیہ کے لئے جلد تحریر کریں گے۔

غلام نبی شاہین کا دورہ پاکستان :

سعودی عرب میں نوائے صوفیہ کے نمائندے حاجی غلام نبی شاہین صاحب گزشتہ مہینے نجی دورے پر بلتستان تشریف لائے۔ انہوں نے اراکین نوائے صوفیہ سے ملاقات کر کے ادارے کے انتظامی امور کے متعلق تبادلۂ خیال کیا۔ انہوں نے اراکین نوائے صوفیہ سے مدرسہ صوفیہ نورنخشیہ ڈیرہ دون کے ساتھ تعاون کے طریقوں کے بارے میں بھی صلاح مشورہ کیا۔

اعتکاف کے نورانی اجتماعات :

حسب سابق اس سال بھی جولائی اور اگست کے مہینوں میں تصوف کے پروانوں نے مشکوٹ خپلو بروق میں اعتکاف کی نورانی محفل بپا کی۔ خپلو کے علاوہ ملک کے دیگر شہروں سے بھی کثیر تعداد میں خوش نصیب اس اعتکاف میں شریک ہوئے جن میں نوجوان، بچے بوڑھے سبھی شامل تھے۔ اس اعتکاف کی قیادت مرشدِ کامل جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے کی اور مولانا عبدالرحیم کرخی صاحب ایم۔ اے، بوا کریم صاحب، بوا حسن صاحب، بوا مخلی صاحب، بوا رسول صاحب، اخوند ابراہیم صاحب اور اخوند حسین نے نگرانی کے فرائض سرانجام دیے۔ استاذِ محترم بوا ابراہیم صاحب نے شاگردوں پر زور دیا کہ وہ عبادت و ریاضت، تلاوت قرآن مجید، ذکر و اذکار، تسبیح و تہلیل اور ورد و وظائف پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ساتھ دیگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجاآوری پر توجہ مرکوز کریں۔ اعتکاف کی آخری رات ایک پررونق جلسہ منعقد ہوا جس میں معتکفین کے علاوہ مخلصین اور محبین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے قرآن و حدیث اور بزرگوں کے فرامین کی روشنی میں اعتکاف کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آخر

میں عالم اسلام خصوصا مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی سربلندی اور امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق کے لئے خصوصی دعا ہوئی۔

خپلو کے اس اجتماع کے علاوہ برا وبروق، کورو بروق، سکسہ بروق، اور فرانو روق میں بھی دس روزہ اعتکاف نشینی عمل میں آئی اور سیکڑوں اہلِ تصوف ان فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے۔

اخوند حسین خپلو اسلام آباد

چھوربٹ نالہ اور کورو بروق میں دس روزہ اعتکاف:

کورو بروق میں ۳۱ جولائی کو دس روزہ اعتکاف کا آغاز ہوا جس کے اختتام پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت سید محمد ابراہیم صاحب میر واعظ خانقاہ چھوار نے کی اور بطور مہمان خصوصی بوا غلام علی صاحب سلینگ مدعو تھے۔ اس اعتکاف کی نگرانی جناب صوفی مبارک علی صاحب نے کی۔ اختتامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے صدر جلسہ نے اعتکاف نشینی کے فوائد پر اور مہمان خصوصی نے بزرگان دین کے روحانی ورثے کے تحفظ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس اعتکاف میں پچیس خوش نصیب صوفیوں نے شرکت کی۔ آخر میں سید منظور حسین صاحب اور ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے دین حق کی سربلندی اور ملت کے اتحاد واتفاق کے لئے دعائے خیر کی۔

بشیر احمد گلزار چھوار

مولانا فیضی کی بحالی صحت کے لئے دعا کی اپیل:

جامعہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے پرنسپل مولانا محمد ابراہیم فیضی ان دنوں ہسپتال کمپلکس اسلام آباد میں زیر علاج ہیں۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ وہ مولانا صاحب کی بحالی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائے خیر کریں۔

(ادارہ)

عارف حسین ابدالی کا انتقالِ پُر ملال:

این وائی ایف کے رہنما اکبر جاوید ابدالی شیگری کے بھتیجے اور علی ابدالی کے فرزند عارف حسین ابدالی کا ۲۱ اگست کو اچانک انتقال ہوا۔ مرحوم پرائمری سکول کا طالبعلم اور شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا رکن تھا۔ این وائی ایف شیگر کے اراکین نے مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کی اور لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔

احسان علی سعودی شیگر

این وائی ایف ہوشے کی ٹی پارٹی:

مؤرخہ ۳۰ اگست ۲۰۰۰ کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ہوشے یونٹ کے سرگرم رکن عبداللہ صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا اہتمام ہوا۔ عبداللہ صاحب نے حال ہی میں کوہ پیمائی میں اپنی مہارت کا لوہا منواتے ہوئے spangtil کی چوٹی کو سر کیا ہے جس کی اونچائی 7200 میٹر ہے۔ اس تقریب میں این وائی کے صدر اور بانی جناب غلام حسین تبسم نے موصوف کو مبارکباد پیش کی اور امید ظاہر کی کہ عبداللہ مستقبل میں ایک نامور کوہ پیما ثابت ہوں گے۔

جنرل سکریٹری این وائی ایف ہوشے

این وائی ایف خپلو کا اجلاس:

۲۷ جولائی ۱۹۹۹ء کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیر

اہتمام مدرسہ صوفیہ نور بخشیہ محلہ ستروپی میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت جناب غلام مہدی بچونے کی اور مہمان خصوصی کے طور پر سید جعفر شاہ صاحب کو مدعو کیا گیا۔

اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ معاہدۂ بلغار کے چھ نکات پر جن کا تمام علمائے نور بخشیہ کا اتفاق ہے، عمل کرانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اس ضمن میں آئندہ سے ہر سال ۱۸ جولائی کا دن یوم تشکر کے طور پر منائے جانے کے علاوہ ۱۴ اگست کو جشن نوید سحر بھی منایا جائے گا۔ شرکائے اجلاس نے بلغار کے نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اہل نور بخشیہ کے درمیان تصفیہ طلب امور کو طے کر کے اپنا نام نور بخشی تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھوالیا ہے۔

اجلاس میں نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کی تمام علاقائی تنظیموں سے اپیل کی گئی کہ وہ اس معاہدے پر عمل درآمد کے لئے کوششوں کو تیز تر کریں۔

صدر این وائی ایف گانچھے خپلو

تعزیتی اجلاس :

جمعہ ۲۶ اگست ۲۰۰۰ء کو نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو فرول کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں انجمن صوفیہ نور بخشیہ کورو کے سرگرم رکن غلام علی صاحب کی اہلیہ اور رابطہ سکریٹری محمد ابراہیم صاحب کی والدہ کے انتقال پر اظہار افسوس اور قرآن خوانی کی گئی۔

شبیر حسین لقدوم

این وائی ایف باپی یونٹ کا قیام :

محلہ باپی کے نور بخشی نوجوانوں میں دینی شعور بیدار کرنے اور اتفاق واتحاد کے فروغ کی خاطر ۱۶ جولائی کو نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن باپی کا قیام عمل میں آیا اور ۲۳ جولائی کو حلف وفاداری کی تقریب ہوئی۔ یونٹ کے اراکین نے این وائی ایف کو بین الاقوامی سطح پر فعال بنانے کی اہمیت پر زور دیا۔

یوچنگ ہاؤس میں ہنگامی اجلاس :

۲۹ جولائی ۲۰۰۰ء کو انجمن تحفظ حقوق یوچنگ کا یوچنگ ہاؤس میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں اہل یوچنگ کے مفاد سے متعلق مختلف امور کا جائزہ لیا گیا۔ مقررین نے حکام بالا سے یوچنگ کے سلگتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

غلام مہدی پروانہ یوچنگوی کراچی

تعزیتی اجلاس :

مورخہ ۳۰ جولائی کو نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو فرول کے ایک تعزیتی اجلاس میں سپاہی احمد علی شہید کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔

محمد قاسم لقدوم جنرل سکریٹری

تنظیم ریاض الاولیاء کا اجلاس :

مورخہ ۲ اگست ۲۰۰۰ء کو ریاض الاولیاء ہاؤس کراچی میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں الحاج سید سعادت جان صاحب کی والدہ، وزیر حسین صاحب کی والدہ، شیر علی بھٹو کے بیٹے اور حسین علی صاحب کے بیٹے کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

سکریٹری نشرو اشاعت

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

لیاقت علی خان

اس سے قبل نوائے صوفیہ کی مستقل خریداری کا موقع نہ مل سکا۔ اب مستقل خریداروں کی فہرست میں اپنا نام شامل کرنا چاہتا ہوں۔ نوائے صوفیہ ایسا رسالہ ہے جو اپنے قارئین کو جہالت کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی میں پہنچاتا ہے۔ ڈیرہ دون کے مدرسہ کی تعمیر کی خبر سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ انڈیا میں بسنے والے تمام اہل نور بخشیہ خصوصاً طلباء کو سلام۔

مخلص نائب صوبیدار

موسیٰ علی بلغاری، اور محمد موسیٰ بلغاری

عرصہ دراز سے اپنے گاؤں میں نوائے صوفیہ منگواتا تھا۔ فوج میں بھرتی ہونے کے بعد نوائے صوفیہ کی ترسیل منقطع تھی۔ اب دوبارہ آپ کے در پر دستک دے رہا ہوں۔ میرا نام دوبارہ مستقل خریداروں کی فہرست میں شامل کریں۔

سپاہی گلزار حسین ایف پی یو ۵

•

میرے نام نوائے صوفیہ کی ترسیل بالکل منقطع ہے۔ شمارہ نمبر ۵۳ کے بعد شمارہ ۵۹ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اس میں ڈاکٹر غازی صاحب کی کتاب چھپنے کی خوشخبری تھی۔ ایسی کتابوں کی اشاعت ہماری دیرینہ آرزو تھی۔ ناچیز کی خواہش ہے کہ یہ کتاب منظر عام پر آتے ہی ہر نور بخشی کے ہاتھ میں ہو۔

علی حسین ھیڑی

برٹش سکول آف ایجوکیشن کلفٹن کراچی

Dear Sirs,

I have come to know that a magazine by the name of Nawai Sufia is being published from Islamabad. It is indeed a great step forward for the preaching of Sufism and will give the people spiritual satisfaction in this materialistic society. I want to become a permanant member of this magazine.

Fauzia Saleem Abbass
Ex Members NA Islamabad.

افسوس کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ این وائی ایف فرول کے آفس کے لئے نوائے صوفیہ کی ترسیل نہیں ہو رہی ہے۔ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ ۱۳۵ روپے ارسال ہے۔ برائے مہربانی ہمارے آفس کے لئے جس کا خریداری نمبر ۳۰۷ ہے نوائے صوفیہ کی ترسیل بحال کریں۔

سکندر علی آفس سکریٹری

مصروفیات کے باعث آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ میرے

پتے کے نام نوائے صوفیہ کی مستقل ترسیل کے لئے دو سال کا چندہ تین سو روپیہ ارسال ہے۔

کاچو فدا حسین شار گو متحدہ عرب امارات

نوائے صوفیہ کی وساطت سے انڈیا کے نوربخشی بھائیوں کے مدرسہ قائم کرنے کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ نوائے صوفیہ کے خدمتگاروں کو اللہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے۔

سلمان علی صور چس شیگر مقیم کراچی

نوائے صوفیہ سے جذباتی لگاؤ رکھتا ہوں ہمیں بغیر کسی خوف کے مذہب کے اندر رونما ہونے واقعات کو رسالے میں جگہ دینی چاہیے میں نے صوفیہ نوربخشیہ کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے اگر قابل اشاعت ہو تو رسالے میں جگہ دیں۔

محمد یوسف ایم اے کراچی یونیورسٹی

میں نے نوائے صوفیہ کے لئے سالانہ چندہ منی آرڈر کیا تھا مگر ملنے کی کوئی اطلاع ہے نہ رسالہ موصول ہوا ہے۔ جلد از جلد میری شکایت کا ازالہ کریں۔ کچھ مسائل پوچھے ہیں جن کے جواب کا انتظار ہے۔

سپاہی غلام محمد خیالی کارگل

(جواب۔ شعبۂ ترسیل کی وضاحت کے مطابق آپ کا پتہ تحریر نہیں تھا۔ مہربانی فرما کر اپنا مکمل پتہ ارسال کریں تاکہ رسالے کی ترسیل ممکن ہو سکے۔)

نوائے صوفیہ کی باقاعدہ ترسیل کے عمل کو یقینی بنائیں۔ یعقوب براہوی صاحب کا انٹرویو اور تصویر ارسال ہیں۔

سید ذوالفقار علی قمر لاہور

اہل نوربخشیہ کے درمیان اتحاد و اتفاق کا سہرا بلغار کے نوربخشی عوام کے سر ہے۔ ناچیز کی طرف سے مبارکباد پیش ہے۔ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے کارکن بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

سید محمد نسیم تھلس خپلو

اس سے پہلے بھی کافی خط لکھے لیکن آپ لوگ ہمارے خطوط کو نظر انداز کرتے ہیں۔ میں نے ایک سوال بھی پوچھا تھا اور نوائے صوفیہ کے لئے سالانہ چندہ بھی بھیجا تھا۔ مگر کوئی اطلاع

میں ایک ٹیکسی ڈرائیور ہوں اور میرا کسی ایک جگہ ٹھکانہ نہیں۔ لیکن نوائے صوفیہ پڑھے بغیر چین نہیں آتا۔ اس لئے جہاں نظر آئے خرید لیتا ہوں۔

جی ایم سلیم گونما سنگجی سکردو

جن مستقل خریداروں کے ذمے ماہنامہ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ واجب الادا ہے۔ وہ مبلغ (۱۲۳/) روپے اپنی اولین فرصت میں ارسال فرمائیں۔ شکریہ

منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ

بی۔ ایچ معروفی فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کیٹگری فور سیکٹر
1/8 - I اسلام آباد پاکستان

نہیں ہے۔ ڈاکخانہ والے کہتے ہیں کہ ہم نے پیسے آگے بھیج دیئے ہیں۔ رسالہ جلد بھیجیں یا کم از کم جواب تو دیں۔

میرا پتہ یہ ہے:

سپاہی غلام محمد کندوس

FPU-5 10 NLI Regiment C Comapany

میں ایک نادار طالبعلم ہوں اور مالی مشکلات کی وجہ سے نوائے صوفیہ کا چندہ ارسال نہ کر سکا، مگر وفادار ادارے نے میرے ساتھ وفاداری برتتے ہوئے رسالے کی ترسیل جاری رکھی۔ اب کسب معاش کے لئے پر تول رہا ہوں انشاء اللہ آپ کو واجبات ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔

صوفی گلزار حسین ناشاد تھگس خریداری نمبر ۸۴۵

سیا

نوائے صوفیہ مذہبِ حقہ کی ترقی کے لئے رات دن مصروفِ عمل ہے اور ہم بلند و بالا پہاڑوں پر فرائض منصبی انجام دینے والوں کے لئے عالم دین کی حیثیت رکھتا ہے۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے انڈیا کے نوربخشی بھائیوں کے مدرسہ قائم کرنے کا حال معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو قائم ودائم رکھے۔ میری طرف سے کرگل دراس اور لداخ کے بھائیوں کو سلام۔

غلام عباس غازی خپلوی

نوائے صوفیہ کا شیدائی ہوں۔ تمام مضامین معیاری اور دلچسپ ہیں۔ جولائی کا شمارہ نہیں ملا۔ آپ لوگ قارئین کے خطوط کو پورا شائع نہیں کرتے آئندہ ایسا نہ کریں۔ رسالہ کی ترسیل میں تاخیر نہ کریں۔

نعیم رضا بگتی خپلو

بقیہ خبریں

فدا حسین فدائی کا اعزاز:

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ کے سکریٹری جنرل فدا حسین فدائی ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہیں جن کا تعلق خپلو سے ہے اور گزشتہ چند سالوں سے لاہور میں مقیم ہیں۔ فدا حسین چند ماہ قبل فیڈرل ایمپلائز ویلفیئر ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری اور وفاقی کالونی کے رہائشیوں کی تنظیم کے بھی جنرل سکریٹری منتخب ہو چکے ہیں اور بڑی تندہی اور جانفشانی سے ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہیں۔

منہاج القرآن یونیورسٹی کا نوٹیفکیشن:

کالج آف شریعہ اینڈ ماڈرن سائنسز (COSMOS) منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی (بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ) لاہور کے نوٹیفکیشن نمبر MIU 1792 مورخہ 20-9-2000 کی رو سے کالج آف شریعہ اینڈ ماڈرن سائنسز لاہور میں شمالی علاقہ جات (گلگت بلتستان) کے طلب کو فرسٹ ایئر سے ہی مکمل ٹیوشن فیس کی رعایت دی جائے گی۔ یہ ضابطہ اگست ۲۰۰۰ء سے نافذ العمل ہو گا۔

کرنل محمد احمد پرنسپل (احمد علی عارف رسید ذوالفقار علی قمر)

اظہارِ تشکر:

نوائے صوفیہ کی وساطت سے ہم ان تمام بھائیوں اور بزرگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے جواں سال بھائی کی ناگہانی موت پر تعزیت کی نیز ان کے لئے فاتحہ خوانی کی درخواست کرتے ہیں۔

فدا حسین کوروی ودیگر سوگواران